یا تیرا تزکرہ کرے ہر شخص
یا کوئی ہم سے گفتگو نہ کرے



آؤ
حضور ﷺ کی
باتیں کریں

آو حسنِ یار کی باتیں کریں
زلف کی، رخسار کی باتیں کریں

اگر نہیں تو !

تمہیں نصیب ہوں گل اور بہار کی باتیں
کریں گے مگر ہم تو حسنِ یار کی باتیں

حافظ محمد قمر الزمان

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ

مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ

﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

حمد باری تعالیٰ

اے خدا اے مہرباں مولائے مَن — اے انیسِ خلوتِ شبہائے مَن
اے کریم اے کارسازِ بے نیاز — دائم الاحسان شہِ بندہ نواز
اے کہ نامت راحتِ جان و دِلم — اے کہ فضلِ تو کفیلِ مُشکلم
ماخطا آریم و تو بخشش کُنی — نعرہَ اِنی غفورمے زنی

خدا کی تعریف

اے خدا، اے کہ تو میرا مہربان مولا ہے۔ اے کہ تو میری راتوں کی تنہائی کا رفیق ہے۔ اے کریم، اے میرے بے نیاز کارساز، تو ہمیشہ احسان کرنے والا اور بندہ نواز بادشاہ ہے۔ اے کہ تیرا نام میرے دِل کے لیے باعثِ آرام ہے اور اے کہ تیرا فضل میری مشکلات کو دُور کرنے والا ہے۔ ہم غلطی کرتے ہیں اور تو معاف کرتا ہے اور ہمیں یہ خوشخبری دیتا ہے کہ میں بہت بخشنے والا ہوں۔

کلامِ اعلیٰ حضرت

الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زَباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جہاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خدم رُسول حشم ، تمامِ اُمم غلامِ کرم
وُجود و عدم حدوث و قدم ، جہاں میں عیاں تمہارے لیے

کلیم ونجی مسیح و صفی ، خلیل و رضی رسول و نبی
عتیق و وصی غنی و علی ، ثنا کی زباں تمہارے لیے

اصالت کل امامت کل، سیادتِ کل، امارت کل
حکومتِ کل ولایتِ کل ، خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک تمہاری دمک ، تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک وسمک ، میں سکہ نشاں تمہارے لیے

وہ کنز نہاں یہ نور فشاں ، وہ کن سے عیاں یہ بزم فکاں
یہ ہرتن و جاں یہ باغِ جناں ، یہ سارا سماں تمہارے لیے

ظہور نہاں قیامِ جہاں ، رکوعِ مہاں سجودِ شہاں
نیازیں یہاں نمازیں وہاں ، یہ کس کے لیے ہاں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لیے

یہ فیض دیئے وہ جود کیے ، کہ نام لیے زمانہ جیئے
جہاں نے لیے تمہارے دیئے ، یہ اکرمیاں تمہارے لیے

سحاب کرم روانہ کیے، کہ آبِ نعم زمانہ پیئے
جو رکھتے تھے ہم وہ چاک سیئے ، یہ ستر بداں تمہارے لیے

ثنا کا نشاں وہ نور فشاں، کہ مہرو شاں بآں ہمہ شاں
بسایہ کشاں مواکب شاں، یہ نام و نشاں تمہارے لیے

عطائے ارب جلائے کرب، فیوض عجب بغیر طلب
یہ رَحمتِ رب ہے کس کے سبب ، بربِّ جہاں تمہارے لیے

ذنوب فنا عیوب ہبا، قلوب صفا خطوب روا
یہ خوب عطا کروب زُوا، پئے دل و جاں تمہارے لیے

نہ جن و بشر کہ آٹھوں پہر، ملائکہ در پہ بستہ کمر
نہ جبہ و سرکہ قلب و جگر، ہیں سجدہ کناں تمہارے لیے

نہ روحِ امیں نہ عرشِ بریں، نہ لوحِ مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لیے

جناں میں چمن چمن میں سمن، سمن میں پھبن پھبن میں دُلھن
سزائے محن پہ ایسے منن، یہ امن و اماں تمہارے لیے

کمالِ مہاں جلالِ شہاں، جمالِ حساں میں تم ہو عیاں
کہ سارے جہاں میں روزِ فکاں، ظل آئینہ ساں تمہارے لیے

یہ طور کجا سپہر تو کیا، کہ عرشِ علا بھی دُور رہا
جہت سے ورا وصال ملا، یہ رفعتِ شاں تمہارے لیے

خلیل و نجی مسیح و صفی،سبھی سے کہی کہیں بھی بنی؟
یہ بے خبری کہ خلق پھری،کہاں سے کہاں تمہارے لیے

بفور صدا سماں یہ بندھا، یہ سدرہ اُٹھا وہ عرش جھکا
صفوفِ سما نے سجدہ کیا، ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

یہ مرحمتیں کہ کچی متیں، نہ چھوڑیں لتیں نہ اپنی گتیں
قصور کریں اور ان سے بھریں، قصورِ جناں تمہارے لیے

فنا بدرت بقا ببرت، زہر دو جہت بگردِ سرت
ہے مرکزیت تمہاری صفت،کہ دونوں کماں تمہارے لیے

اِشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے، رضاؔ کی زباں تمہارے لیے

فصل اوّل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس انسانی الفاظ اور ان کی تعبیرات سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کے بیان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی عالم ملکوت میں فرشتوں کی مجلس میں ہوتی ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ ؕ میں ''صلوٰۃ اللہ'' کی تفسیر کرتے ہوئے امام بخاری لکھتے ہیں:

صلاۃ اللہ: ثناءہ علیہ عند الملائکۃ۔(۱)

''اللہ کی صلاۃ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف فرشتوں کی مجلس میں فرماتے ہیں۔''

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کے مناقب اور اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ ذیل میں ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

ا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کی عمومیت:

قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرے کو عام کردیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴ (۲)

''اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کردیا۔''

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

''اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا دیا۔"

حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے، اور کہا کہ آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا؟ میں نے جواب دیا کہ اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا، وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا۔ (۳)

۲۔ مقام محمود عطا ہونا:

ارشاد ربانی ہے:

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ○ (۴)

"امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہیں مقام محمود تک پہنچائے گا۔"

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وصف ذکر کیا جارہا ہے کہ اللہ جل جلالہ آپ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔ مقام محمود کے بارے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مقام شفاعت کو کہتے ہیں۔ (۵)

ترمذی میں ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مقام محمود کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شفاعت ہے۔ (۶)

یعنی قیامت والے اللہ جل جلالہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا اختیار دیں گے۔ اس منصب کو مقام محمود کہا جاتا ہے۔

۳۔ شاہد:

شاہد گواہ کو کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد کہا گیا ہے۔

چنانچہ سورۃ الاحزاب میں اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

"اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں ایسا بنا کر بھیجا ہے کہ تم گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے اور خبردار کرنے والے ہو، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے اور روشنی پھیلانے والے چراغ ہو۔" (۷)

علماء کرام نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے زمرے میں تین امور ذکر کئے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی تمام صفات کمالیہ کی گواہی دیں گے۔

۲۔ اپنی امت کی حقانیت کی گواہی دیں گے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز امت کے لئے شہادت دیں گے۔ جیسا کہ صحیح بخاری، نسائی، ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت ہے جس کے بعض جملے یہ ہیں کہ قیامت کے روز حضرت نوح علیہ السلام پیش ہونگے تو ان سے سوال کیا جائے گا، آپ نے ہمارا پیغام ہماری امت کو پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے میں نے پہنچا دیا تھا۔ پھر ان کی امت پیش ہوگی، وہ اس سے انکار کرے گی کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا کوئی پیغام پہنچا ہو، اس وقت حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ آپ جو پیغامِ حق پہنچانے کا دعویٰ کرتے ہیں اس پر کوئی آپ کا گواہ بھی ہے؟ وہ عرض کریں گے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی امت گواہ ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ وہ گواہی میں امتِ محمدیہ کو پیش کریں گے، یہ امت ان کے حق میں گواہی دے گی، تو امتِ نوح علیہ السلام ان پر یہ جرح کرے گی کہ یہ ہمارے معاملے میں کیسے گواہی دے سکتے ہیں۔ یہ تو اس وقت پیدا بھی نہیں

ہوئے تھے۔ ہمارے زمانے سے بہت طویل زمانے کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اس جرح کا جواب امتِ محمدیہ سے پوچھا جائے گا، وہ یہ جواب دے گی کہ بیشک ہم اس وقت موجود نہیں تھے، مگر ہم نے اس کی خبر اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی جس پر ہمارا ایمان واعتقاد ہے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے اس قول کی تصدیق کے لئے شہادت لی جائے گی۔ خلاصہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شہادت کے ذریعے اپنی امت کی تصدیق وتوثیق فرمائیں گے کہ بیشک میں نے ان کو یہ اطلاع دی تھی۔ (۸)

قرآن کریم کی ایک آیت میں بھی اس کا ذکر ہے:

> ''اور وہ دن بھی یاد رکھو، جب ہر امت میں سے ایک گواہ انہی میں سے کھڑا کریں گے، اور (اے پیغمبر) ہم تمہیں ان لوگوں کے خلاف گواہی دینے کے لئے لائیں گے۔'' (۹)

۳۔ امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے سب افراد کے اچھے برے اعمال کی شہادت دیں گے۔ اور یہ شہادت اس بناء پر ہوگی کہ امت کے اعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہر روز صبح وشام اور بعض روایات میں ہفتہ میں ایک روز پیش ہوتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے ایک ایک فرد کو اس کے اعمال کے ذریعے پہچانتے ہیں۔ اس لئے قیامت کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے شاہد بنائیں جائیں گے۔ (۱۰)

مسند بزار کی ایک روایت کا مضمون ہے کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے، اور اس دنیا سے میرا پردہ کر جانا بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ جب میں تمہارے اچھے اعمال دیکھتا ہوں

تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں، اور جب برے اعمال دیکھتا ہوں، تو تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں۔(۱۱)

۴۔مبشر:

مبشر کے معنی بشارت دینے والا، آپ ﷺ کا ایک وصف مبشر بیان کیا گیا ہے۔مراد یہ کہ آپ ﷺ اپنی امت کے نیک باشرع لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والے ہیں۔

۵۔نذیر:

نذیر کے معنی ڈرانے والا۔اللہ جل جلالہ نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کو نذیر کا لقب بھی دیا ہے۔مراد یہ کہ آپ ﷺ امت کے لوگوں اللہ کی نافرمانی کی صورت میں عذاب سے ڈرانے والے بھی ہیں۔

۶۔داعی الی اللہ:

آپ ﷺ کو داعی الی للہ قرار دیا گیا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ امت کو اللہ تعالیٰ کے وجود اور توحید اور اطاعت کی کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

۷۔سراج منیر:

سراج کے معنی چراغ اور منیر کے معنی روشن کرنے والا۔قرآن کریم میں یہ آپ ﷺ کا بہت نمایاں وصف ذکر کیا گیا ہے۔ان دو الفاظ کے ذریعے اللہ جل جلالہ نے نبی کریم ﷺ پر انعامات و الطاف کی بارش برسائی ہے کہ آپ کو روشن کردینے والا چراغ قرار دیا۔

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں فرمایا کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت داعی اللہ ظاہر اور زبان کے اعتبار سے ہے، اور سراج منیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کے اعتبار سے ہے۔ کہ جس طرح سارا عالم آفتاب سے روشنی حاصل کرتا ہے اس طرح تمام مؤمنین کے قلوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ قلب سے منور ہوتے ہیں۔ (۱۲)

۸۔نرم خوئی و مہربانی:

قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مؤمنین پر انتہائی مہربان قرار دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

”(لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔“ (۱۳)

سورہ آل عمران کی آیت ہے:

”ان واقعات کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی تھی جس کی بناء پر (اے پیغمبر!) تم نے ان لوگوں سے نرمی کا برتاؤ کیا، اگر تم سخت مزاج اور سخت دل والے ہوتے تو یہ تمہارے آس پاس سے ہٹ کر تتر بتر ہو جاتے۔“ (۱۴)

اُمت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور مہربانی کے درجنوں واقعات سیرت کی کتابوں میں دستیاب ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک واقعہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجرانی چادر زیب تن فرمائی تھی، جس کے کنارے کچھ کھردرے تھے۔ایک اعرابی آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک کو اتنی سختی سے کھینچا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک پر چادر کا

نشان دیکھا۔اور کہنے لگا۔اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اللہ تعالیٰ کے دیئے اس مال سے کچھ عطا کیجئے جو آپ کے پاس ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔مسکرائے اوراس کا مطالبہ پورا کرنے کا حکم صادر فرمادیا۔(۱۵)

ایک اور صحابی معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔دورانِ نماز ایک شخص کو چھینک آئی۔میں نے یَرْحَمُكَ اللّٰه کہہ دیا۔لوگ ناگواری سے مجھے گھورنے لگے۔میں نے کہا۔تمہاری ماں گم کرے۔کیوں مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے ہو۔اب لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنا شروع ہوگئے۔جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کروا رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوگئے،تو میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یا بعد میں کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا بہترین معلم نہیں دیکھا۔اللہ کی قسم! نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جھڑکا۔نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔بلکہ (انتہائی نرمی سے) ارشاد فرمایا کہ نماز میں عام گفتگو نہیں کی جاتی۔اس میں تو تسبیح،تکبیر اور قرآن کریم کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔(۱۶)

۹۔خاتم النبیین :

سورۃ الاحزاب میں اللہ جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

> "(مسلمانو!) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم مردوں میں کسی کے والد نہیں ہیں،لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں،اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔" (۱۷)

۱۰۔عالمگیر پیغمبر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تمام انبیاء محدود وقت کے لئے ایک خاص علاقے کی طرف مبعوث ہوتے رہے۔لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہ نے قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ارشاد الٰہی ہے:

''اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے، جو خوشخبری بھی سنائے، اور خبردار بھی کرے، لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔'' (۱۸)

۱۱۔محبتِ الٰہی کے حصول کا طریقہ سنت نبوی پر عمل:

اللہ جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا۔ارشاد الٰہی ہے:

''(اے پیغمبر!) لوگوں سے کہہ دو، کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔'' (۱۹)

انبیاء کرام و مرسلین علیہم السلام کے لئے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ایک سعادت ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔کہ اگر (حضرت) موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے، تو میری اتباع کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا۔(۲۰)

۱۲۔مقام عبدیت:

عبدیت بندگی کو کہتے ہیں۔انبیاء کرام علیہم السلام عبدیتِ الٰہیہ میں اپنی امت کے لئے ایک نمونہ ہوا کرتے ہیں۔ صفتِ عبدیت کا شمار صفاتِ کمالیہ میں ہوتا

ہے۔ قرآن کریم میں دو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اس صفت کا استعمال ہوا ہے۔

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت ہے:

قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ (۲۱)

"(اس پر) بچہ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بول اٹھا، کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔"

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے۔ سورۃ الجن میں ارشاد ہے:

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝ (۲۲)

"اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی عبادت کرنے کے لئے کھڑا ہوا، تو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ لوگ اس پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔"

ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عبداللہ کی صفت مذکور ہے، لیکن فرق یہ ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے لئے یہ صفت ذکر فرمائی، قرآن کریم نے ان کی عبارت نقل کی ہے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہ کی جانب سے یہ خطاب حاصل ہوا۔ اس پر مستزاد یہ کہ سورۃ الاسراء میں اللہ جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت کی نسبت خود اپنی طرف فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک لے گئی۔" (۲۳)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح دیگر صفاتِ کمالیہ میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فوقیت رکھتے تھے، اسی طرح اللہ جل جلالہ نے صفتِ

عبدیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمایاں مقام عطا فرمایا تھا، بعض اہلِ نظر کہا کرتے ہیں کہ اس کائنات کی پیدائش کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا کو اللہ جل جلالہ کی معبودیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبدیت سے روشناس کرایا جاسکے۔

۱۳۔رحمۃ للعالمین:

سورہ انبیاء میں اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" (۲۴)

یوں تو قرآن کریم کی متعدد آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف صفات کمالیہ کا ذکر آیا ہے، لیکن اس آیت کی جامعیت نے دیگر آیات سے اس کو ممتاز کردیا ہے۔

لغت میں رحمت دو چیزوں کا نام ہے۔رقت اور تعطف واحسان کا۔(۲۵)

اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب کو رحمت کے دونوں مفہوموں سے نوازا ہے:

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ (جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ ان پر گراں گزرتی ہے۔سورۃ التوبہ:۱۲۸) میں رقت کا اظہار ہے۔اور بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (مؤمنین پر انتہائی مہربان نہایت رحم کرنے والے ہیں۔سورۃ التوبہ:۱۲۸) میں شانِ تعطف واحسان کا۔(۲۶)

علامہ قرطبی نے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ (اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح، ابراہیم کے خاندان، اور عمران کے خاندان کو چن کر تمام جہانوں پر فضیلت دی تھی۔سورۃ آل عمران:۳۳) کے ذیل میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ اصطفاء سے بہت بلند ہے، کیونکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حبیب اور رحمت ہیں۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام رحمت کے لئے پیدا کئے گئے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سراپا رحمت ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی تشریف آوری سے خلقِ خدا کو امان مل گئی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت کا تحفہ ہوں۔ (۲۷)

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارکہ کا ذکر:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے شمار خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپ کے ایک ایک عضو مبارک کا الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے بارے میں ارشاد ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ (۲۸)

"(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم تمہارے چہرے کو بار بار آسمان کی طرف اٹھتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں کے بارے میں فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ ۔ (۲۹)

"اور آنکھیں اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔"

زبان اقدس کے بارے میں فرمایا:

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ (۳۰)

"چنانچہ (اے پیغمبر) ہم نے اس قرآن کو تمہاری زبان میں آسان بنا دیا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور گردن مبارک کا ذکر ایک ساتھ ہے:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ

الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○ (۳۱)

''اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابلِ ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مطہرہ اور پشت مبارک کا ذکر بھی ایک ساتھ ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ (۳۲)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا ہم نے تمہاری خاطر تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟ اور ہم نے تم سے تمہارا بوجھ اتار دیا ہے۔ جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک کا ذکر اس آیت میں ہے:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۝۱۹۳ عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝۱۹۴ (۳۳)

''امانت دار فرشتہ اسے لیکر اترا ہے۔ (اے پیغمبر) تمہارے قلب پر اترا ہے تاکہ تم ان (پیغمبروں) میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبردار کرتے ہیں۔''

۱۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ دیگر اوصاف قرآن کریم میں:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف صلاحیتوں کا ذکر کر کے ان کے درست ہونے کی گواہی دی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقل مبارک کے بارے میں فرمایا:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی ۝۲ (۳۴)

''(اے مکہ کے باشندو!) یہ تمہارے ساتھ رہنے والے صاحب نہ راستہ بھولے ہیں، نہ بھٹکے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت گویائی کے بارے میں ارشاد ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ (۳۵)

''اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے بارے میں فرمایا:

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿٥﴾ (۳۶)

''انہیں ایک ایسے مضبوط طاقت والے (فرشتے) نے تعلیم دی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت بصارت کا ذکر اس انداز سے فرمایا:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ (۳۷)

''(پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی) آنکھ نہ تو چکرائی، اور نہ حد سے آگے بڑھی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصیرت کے بارے میں گواہی خداوندی ہے:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ (۳۸)

''جو کچھ انہوں نے دیکھا، دل نے اس میں کوئی غلطی نہیں کی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ کے بارے میں فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿٤﴾ (۳۹)

''یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجے پر ہو۔''

۱۶۔حیاۃ نبوی کی قسم:

قرآنِ کریم میں ایک جگہ اللہ جل جلالہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاۃ طیبہ کی قسم کھائی ہے۔ ملاحظہ ہو:

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۷۲﴾ (۴۰)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری زندگی کی قسم! حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی بدمستی میں اندھے بنے ہوئے تھے۔''

علمائے تفسیر کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی قسم کھائی ہے۔ اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان اور شرفِ رفیع کی قوی دلیل ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما خلق الله نفسا اكرم عليه من محمد وما اقسم بحياة احد الا بحياته۔ (۴۱)

''اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی چیز کو معزز اور مکرم پیدا نہیں کیا۔ اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے علاوہ کسی اور حیات کی قسم کھائی ہے۔''

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

هذا نهاية التعظيم وغاية البر والتشريف۔ (۴۲)

''اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی قسم کھانا تعظیم و تکریم کی انتہا ہے۔''

فصل دوم:

تعظیم و آدابِ نبوی

رہتی دنیا تک کی انسانیت کے لئے کتاب ہدایت ہونے کے ناطے قرآن کریم میں مختلف امور کی طرف اشارہ کافی سمجھا جاتا ہے۔اگر تمام امور وضاحت کے ساتھ بیان ہوں،تو قرآن کریم کے سینکڑوں پارے بھی شاید ناکافی ہوتے۔صرف اہم مسائل کو مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔تعظیم رسالت کا مسئلہ اللہ جل جلالہ کے ہاں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔کیونکہ ادب ہوگا تو دل میں عمل کا جذبہ بھی بیدار ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ اس مسئلے کی جزئیات کو بھی قرآن کریم کا حصہ بنایا گیا ہے۔اہل ایمان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب سکھانے کے لئے مختلف مواقع پر آیات نازل ہوئیں۔جن کو ذیل میں جمع کیا گیا ہے۔

ادب نمبر ۱:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ (۴۳)

''اے ایمان والو!اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو،اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو، جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو،کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہوجائیں،اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔''

مجلسِ نبوی میں آواز بلند کرنا خلافِ ادب ہے۔اور اس کی سزا ''حبط اعمال'' ہے۔بنو تمیم کے سردار کی تعین میں حضرت ابوبکر اور عمر میں اختلاف ہوا،

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو آوازیں کچھ بلند ہوئیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے جو روایت نقل کی ہے، اس کے الفاظ ہیں:

کاد الخیران ان یھلکا۔ (۴۴)

''یعنی قریب تھا کہ یہ دو بہترین انسان ہلاک ہوجاتے۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنا لیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر یہ قرآن مجید نازل کیا۔ میں تادم واپسی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آہستہ آواز میں بات کروں گا۔ جب کوئی وفد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا۔ تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ان کی طرف آدمی بھیجتے۔ جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا۔ اور ہر طرح ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ (۴۵)

ادب نمبر ۲:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴﴾ (۴۶)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو لوگ تمہیں حجروں کے پیچھے سے آواز دیتے ہیں، ان میں سے اکثر کو عقل نہیں ہے۔''

قبیلہ بنو تمیم کا وفد شرفِ باریابی حاصل کرنے کے لئے مدینہ طیبہ پہنچا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ وفد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کا انتظار نہ کیا، حجرے کے باہر کھڑے ہو کر آوازیں دینے لگے کہ باہر آیئے، باہر آیئے، ان کو تنبیہ کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی، آیت میں اس وفد کو براہِ راست اور دیگر مسلمانوں کو بالواسطہ تعلیم دی گئی۔ کہ آوازیں دے کر

حبیبِ خدا کو حجرہ مطہرہ سے باہر آنے پر مجبور مت کرو، بلکہ باہر انتظار کرو۔ حبیبِ خدا ازخود جب باہر تشریف لائیں تو اپنی حاجت پیش کرو۔ (۴۷)

ادب نمبر ۳:

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِيۡكُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ؕ لَوۡ يُطِيۡعُكُمۡ فِىۡ كَثِيۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ لَعَنِتُّمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيۡكُمُ الۡاِيۡمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ وَكَرَّهَ اِلَيۡكُمُ الۡكُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡيَانَ ؕ اُولٰۤـئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوۡنَۙ (۴۸)

اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں۔ بہت سی باتیں جن میں وہ اگر تمہاری بات مان لیں تو خود تم مشکل میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ نے تمہارے دل میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اسے تمہارے دلوں میں پرکشش بنا دیا ہے، اور تمہارے اندر کفر کی اور گناہوں اور نافرمانی کی نفرت بٹھادی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جو ٹھیک راستے پر آچکے ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ اس آیت میں ایک ادب بیان فرمایا گیا کہ جب مشورہ مانگا جائے تو اپنی رائے کا اظہار کردو۔ اس پر اصرار کرنا خلافِ ادب ہے۔

ادب نمبر ۴:

وَمَا كَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا مُؤۡمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَمۡرًا اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهُمُ الۡخِيَرَةُ مِنۡ اَمۡرِهِمۡ ؕ وَمَنۡ

يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ (۴۹)

''اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مومن مرد کے لئے یہ گنجائش ہے اور نہ کسی مؤمن عورت کے لئے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے۔اور جس کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کی معزز خاتون حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کو اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے لئے شادی کا پیغام بھیجا۔تو انہوں نے اور ان کے بھائی عبداللہ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ اس ارشادِ خداوندی کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فوراً نکاح کے لئے آمادگی کا اظہار کر دیا۔(۵۰)

اس آیت نے امت کو یہ ادب سکھایا ۔کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کا حکم کر دیں ، چاہے وہ دنیاوی زندگی سے ہی متعلق کیوں نہ ہو۔تو کسی مؤمن مرد یا عورت کی یہ مجال نہیں جو وہ انکار کی جرأت کر سکے۔

ادب نمبر ۵:

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ (۵۱)

''نبی کے گھروں میں (بلا اجازت) داخل نہ ہو، الا یہ کہ تمہیں کھانے پر آنے کی اجازت دے دی جائے ، وہ بھی اس طرح کہ تم اس کھانے کی تیاری کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو، لیکن جب تمھیں دعوت دی جائے تو جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اپنی اپنی راہ لو، اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھو، حقیقت یہ کہ اس بات سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے، اور وہ تم سے (کہتے ہوئے) شرماتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ حق بات میں کسی سے نہیں شرماتا۔''

اس آیت میں یہ ادب سکھایا گیا۔ کہ پیغمبر کے گھر اجازت کے بغیر مت جاؤ۔ اجازت ملنے کے بعد داخل ہو جاؤ، لیکن کھانا کھانے کے بعد آپس میں گفتگو میں مشغول ہونے کی بجائے منتشر ہو جایا کرو۔

ادب نمبر ۶:

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَکُمۡ کَدُعَآءِ بَعۡضِکُمۡ بَعۡضًا ؕ (۵۲)

''(اے لوگو!) اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی) نہ سمجھو، جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلا لیا کرتے ہو۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دی جارہی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کریں، تو اس طرح نہ پکاریں، جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ لہٰذا یا محمد کہہ کر نہ پکارو، بلکہ یارسول اللہ کہہ کر بلایا کرو۔ خود اللہ جل جلالہ نے قرآن میں عملی طور پر بھی اس ادب کی تعلیم دی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی محبوبانہ لقب

سے مخاطب کرتے ہیں، کبھی یَاَیُّھَا النَّبِیُّ کہہ کر، کبھی یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ کہہ کر، اور کبھی یَاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اور یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

ملحوظہ:

ان تمام آداب کی پابندی جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والوں پر لازم تھی، اسی طرح ان کا لحاظ رکھنا ہر اس شخص پر بھی لازم ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہو۔ مسجد نبوی میں پست آواز سے بات کرنا، روضہ مطہرہ کے سامنے نظریں جھکائے رکھنا وہ بنیادی آداب ہیں، جن کی خلاف ورزی سے حبطِ اعمال کا خطرہ ہے۔ چنانچہ حضرت سائب بن یزید روایت کرتے ہیں، کہ میں مسجد نبوی میں حاضر تھا، (دو آدمی مسجد نبوی میں بلند آواز سے باتیں کررہے تھے) اتنے میں ایک صاحب نے مجھے کنکری پھینک کر اپنی جانب متوجہ کیا، میں نے دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا، ان دونوں کو بلاؤ، میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں کہاں کے ہو؟ انہوں نے جواب دیا، طائف کے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر تم دونوں مدینہ کے ہوتے تو تمہیں سزا دیتا۔ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آوازیں بلند کرتے ہو؟ (یعنی چونکہ تم یہاں کے نہیں ہو تو آداب سے لاعلم ہونے کی وجہ سے صرف تنبیہ کر کے چھوڑ رہا ہوں)۔ (۵۳)

فصلِ سوم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دفاعی، تسلی آمیز اور تائیدی آیات

سورہ حجر میں اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِءِينَ ﴿٩٥﴾ (سورۃ الحجر: ۹۵)

"یقین رکھو ہم تمہاری طرف سے ان لوگوں کے لئے کافی ہیں جو تمہارا مذاق اڑاتے ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین دلایا جا رہا ہے، کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زبانِ طعن دراز کرے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے نمٹ لے گا، چنانچہ جب بھی کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بہتان و افتراء کا بازار گرم کیا، اللہ جل جلالہ نے بذاتِ خود ان کفار کو جواب دیا، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے محبت آمیز کلمات پر مشتمل آیات نازل کیں۔ہم نے اپنی ناقص تتبع کے نتیجے میں ان آیات کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے:

نوع اول میں ان آیات پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں نازل کی ہیں۔

نوع ثانی میں ان آیات کو درج کیا گیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل فرمائی گئیں۔

نوع ثالث میں ان آیات کو شامل کیا گیا ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور تائید یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلابتِ رائے وسلامت فکر کے بیان

پر مشتمل ہیں۔ ذیل میں تینوں انواع کی آیات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

نوعِ اول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع کیلئے نازل ہونے والی آیات:

اس نوع میں وہ آیات شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں نازل فرمائیں، اس نوع کی قابلِ ذکر اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ جس قسم کے گستاخانہ الفاظ کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں استعمال کرتے تھے، کم و بیش وہی الفاظ اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے لئے استعمال فرمائے:

ا۔ سورۃ اللھب:

تَبَّتۡ يَدَاۤ اَبِىۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَيَصۡلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۖۚ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِىۡ جِيۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ (۵۴)

''ہاتھ ابولہب کے برباد ہوں، اور وہ خود برباد ہو چکا ہے۔ اس کی دولت اور اس نے جو کمائی کی تھی، وہ اس کے کچھ کام نہیں آئی۔ وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں والی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی بیوی بھی لکڑیاں ڈھوتی ہوئی۔ اپنے گردن میں مونجھ کی رسی لئے ہوئے۔''

ابولہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی چچا اور بنو ہاشم کا رئیس تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکے مکان میں صرف ایک دیوار حائل تھی، حق قرابت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق جوار بھی اس سے وابستہ تھا۔ ان تمام تعلقات کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس کا بغض وعناد انتہائی شدید تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۵۵)

''اور (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم اپنے قریب ترین خاندان کو خبردار کرو۔''

اس ارشادِ الٰہی کی تعمیل کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا پہاڑی پر کھڑے ہوئے۔اور عرب کے دستور کے مطابق ''یا صباحاہ'' بلند آواز سے کہا۔ یہ ہنگامی ندا سن کر تمام قریشی قبائل جمع ہوئے۔تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمنوں کا گھڑ سوار دستہ تم پر حملہ کرنے کے لئے آرہا ہے۔تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔ بے شک ہم آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ ہم نے آج تک آپ کی زبان سے سچ ہی سنا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم شرک سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تمھیں نیست و نابود کردے گا۔ابولہب نے یہ سن کر انتہائی گستاخانہ انداز میں کہا:

تبا لك الهذا جمعتنا۔ (۵۶)

''(معاذ اللہ) تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا؟

اس کے اس گستاخانہ جملے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورت نازل فرمائی جو الفاظ اس نے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں استعمال کرنے کی جسارت کی تھی۔ بعینہ وہی الفاظ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں نازل فرمائے۔اس نے تبا لك (تمہارے ہاتھ ٹوٹ جائیں) کا بد دعائیہ گستاخانہ جملہ کہا۔اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے) کے ذریعے خبر دے دی۔کہ جو ہمارے حبیب کو اس قسم کے گستاخانہ الفاظ

کہتا ہے اس کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ۔اسی پر اکتفا نہیں فرمایا گیا۔ بلکہ ایک جملہ اور ارشاد ہوا وَ تَبَّ (اور وہ برباد ہوا) اس کی تباہی و بربادی کی خبر بھی دی گئی، اللہ جل جلالہ کی پیشین گوئی پورا ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔اور ابولہب ایک عبرتناک بیماری میں مبتلا ہوکر ذلت کی موت مرگیا۔

اس سورت کے مطالعہ سے اس امر کا بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ بارگاہِ رسالت میں معمولی سی گستاخی سے جبینِ قدرت پر کس طرح شکن پڑ جاتے ہیں۔غضبِ خداوندی کے شعلے کس طرح بھڑکنے لگتے ہیں۔

عزت بخاری نے کیا خوب کہا:

ادبِ گاہیت زیر آسماں اَز عرش نازک تر
نفس کم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا (۵۷)

۲۔سورۃ الکوثر:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۞ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانۡحَرۡ ۞ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۞ (۵۸)

”(اے پیغمبر) یقین جانو ہم نے تمہیں کوثر عطا کردی ہے۔لہٰذا تم اپنے پروردگار (کی خوشنودی) کے لئے نماز پڑھو،اور قربانی کرو،یقین جانو تمھارا دشمن ہی وہ ہے جس کی جڑ کٹی ہوئی ہے۔“

مشہور قول کے مطابق یہ مکی سورت ہے۔اپنے اختصار وایجاز کے باوجود فصاحت وبلاغت کا وہ مرقع جمیل ہے۔کہ فصحائے عرب وبلغائے حجاز کو بھی اسے پڑھ کر کہنا پڑا:

ماھذا کلام البشر۔
”یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہوسکتا۔“

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ صاحبزادیاں بقیدِ حیات رہیں، لیکن صاحبزادے یکے بعد دیگرے فوت ہو گئے۔ عبداللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ان کا لقب طیب اور طاہر بھی تھا۔ بڑے بھائی کے انتقال کے بعد جب یہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ تو یہ حادثہ جہاں خانوادہ نبوت کے لئے غم انگیز تھا۔ وہاں مشرکینِ مکہ کے لئے باعثِ مسرت وشادمانی بنا۔ ابولہب ان کے پاس دوڑتا ہوا گیا۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اپنے خبثِ باطن کا اظہار کیا۔

بتر محمد الليلة" (۵۹)

''آج کی رات محمد کی نسل منقطع ہوگئی ہے۔''

عاص بن وائل بھی کہا کرتا تھا:

ان محمد ابتر لا ابن له يقوم مقامه بعده فاذا مات انقطع ذكره واسترحتم منه۔ (٦٠)

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ابتر ہیں۔ ان کا کوئی بیٹا نہیں، جو ان کی وفات کے بعد ان کا جانشین بنے، جب یہ فوت ہو جائیں گے تو ان کا ذکر مٹ جائے گا۔ اور اس وقت تمھیں راحت وآرام کا سانس لینا نصیب ہوگا۔

اس قسم کی دل آزاریاں ودشنام طرازیاں جب تہذیب واخلاق کی ساری حدود پامال کر گئیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فصاحت وبلاغت کا نمونہ یہ سورت نازل فرمائی۔ جس میں انتہائی موثر دل آویز انداز میں ان بے حد وبے حساب خیرات وبرکات کا مژدہ سنایا گیا۔ جن کا اللہ نے اپنے حبیب کو مالک بنایا تھا۔ اور کفار کو انہی کے الفاظ میں ان کے پروپیگنڈہ کا جواب دیا گیا۔ (٦١)

نوع ثانی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کیلئے نازل ہونے والی آیات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوتِ دین کے پرخار راستوں میں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ ایسے مشکل حالات میں اللہ جل جلالہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے کچھ آیات نازل فرماتے، ذیل میں اس قسم کی آیات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ (۶۲)

''اے چادر میں لپٹنے والے۔''

عرب میں یہ دستور ہے، کہ جب کسی کے ساتھ لطف ومحبت کا اظہار کرنا ہو تو اس کی موجودہ حالت سے اسم مشتق کر کے اس کو خطاب کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر رنجیدہ ہو کر مسجد کے فرش پر آکر لیٹ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے۔ تو فرمایا: قم یا ابا تراب۔ (اے مٹی کے باپ اٹھو)۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سو رہے تھے اسی حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قم یانومان: (اے سونے والے اٹھو)۔ (۶۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلیاں رکھنے کی وجہ سے ابوہریرہ کا لقب دیا۔ وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے۔

عرب کے اسی دستور کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندیشوں کو دور کرنے کے لئے ازراہِ انس ولطف یوں خطاب فرمایا:

يَاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ (اے چادر میں لپٹنے والے) يَاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ کا خطاب بھی اسی کی نظیر ہے۔

(۲) اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ

اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۱۹﴾ (۶۴)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک ہم نے تمھیں کو حق دے کر اس طرح بھیجا ہے کہ تم جنت کی) خوشخبری دو اور (جہنم سے) ڈراؤ، جو لوگ (اپنی مرضی سے) جہنم (کا راستہ) اختیار کر چکے ہیں، ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ بے پناہ محبت وشفقت تھی۔ اللہ جل جلالہ نے بھی اس محبت کی گواہی دی ہے۔ ارشاد ہے:

لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِيۡزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيۡصٌ عَلَيۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۲۸﴾ (۶۵)

''(لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے، جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے، جسے تمہاری بھلائی کی دھن لگی ہوئی ہے، جو مومنوں کے لئے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔''

اس محبت وشفقت کے پیش نظر دعوتِ دین کے ٹھکرانے والوں کو جہنم جاتا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غمگین ہونا فطری بات تھی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ آپ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے حبیب! ہم نے آپ کو حق دے کر اس لئے بھیجا ہے کہ آپ امت کو قبولِ حق کے فوائد اور انکارِ حق کے نقصانات سے آگاہ کریں۔ اپنے اعمال کی بدولت اگر کوئی جہنم کا ایندھن بنتا ہے تو آپ اس کے بارے میں فکر مند مت ہوں۔

اسی بات کو سورۃ الرعد میں یوں تعبیر کیا گیا ہے کہ آپ کے ذمہ محض ابلاغ ہے۔اعمال کی جزاء اور حساب ہمارے ذمہ ہے۔(٦٦)

(٣) وَالضُّحٰى ① وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ③ (٦٧)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی۔اور رات کی جب اس کا اندھیرا بیٹھ جائے کہ تمھارے پروزدگار نے نہ تمھیں چھوڑا ہے،اور نہ ناراض ہوا ہے۔''

شانِ نزول:

علامہ سیوطی نے درمنثور میں ایک روایت نقل فرمائی ہے۔حضرت جندب البجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی صحت مبارکہ درست نہ رہی۔چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو یا تین راتیں شب خیزی نہ فرما سکے،ایک گستاخ عورت آئی، اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر کہنے لگی،کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیرا شیطان تجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ہم نے تین رات سے اسے تمہارے قریب آتے نہیں دیکھا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ مبارکہ نازل فرمائی۔(٦٨)

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے روشن دن اور تاریک و پرسکون رات کی قسم کھا کر کفار کے اعتراضات و مطاعن کی تردید فرمائی۔اور ساتھ ہی اپنے حبیب کی دلجوئی کر دی کہ اے محبوب! آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بلکہ وحی کے نزول میں بھی اس کی حکمت تھی۔اور اس کے انقطاع میں بھی کئی حکمتیں مضمر ہیں۔(٦٩)

(٤) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ⑤ (٧٠)

''اور یقین جانو کہ عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں اتنا دے گا کہ تم خوش ہوجاؤ گے۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کی اشاعت وترقی کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کرتے، اپنی امت کی بخشش ومغفرت کا خیال ہروقت آپ کو مضطرب رکھتا تھا۔ اس آیت میں تسلی آمیز انداز میں ان تفکرات واضطرابات کو یہ فرما کر دور کردیا کہ آپ کا رب اپنے لطف وکرم کا آپ پر وہ مہینہ برسائے گا کہ آپ کا قلب مبارک مسرور ہوجائے گا۔(۷۱)

امام سیوطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور خوشی اس میں ہے کہ آپ کی پوری امت جنت میں داخل ہوجائے۔(۷۲)

(۵) اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۵۶﴾ (۷۳)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حقیقت یہ ہے کہ تم جس کو خود چاہو، ہدایت تک نہیں پہنچا سکتے، بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے، ہدایت تک پہنچا دیتا ہے، اور ہدایت قبول کرنے والوں کو وہی خوب جانتا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید خواہش تھی۔ کہ سب لوگ اسلام کے اس چشمہ فیض سے سیراب ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سارے بندے اس کی بارگاہ میں سر نیاز جھکائیں۔ اپنے اہلِ شہر، قبیلے اور رشتہ داروں کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی دلی آرزو ہوگی کہ ان میں سے کوئی بھی نعمت ایمان سے محروم نہ رہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے حبیب!

ہدایت بخشنا آپ کا کام نہیں کہ جس کو آپ چاہیں ہماری مرضی نہ ہو تو بھی اس کو ہدایت دیں، کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ کون اس قابل ہے کہ اس کے دل میں ایمان کی شمع فروزاں کی جائے اور کس میں اس نعمت جلیلہ کو قبول کی استعداد ہے۔(۷۴)

اسی مضمون کو سورۃ البقرہ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ (۷۵)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان (کافروں) کو راہِ راست پر لانا آپ کی ذمہ داری نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، راہِ راست پر لے آتا ہے۔''

سورہ یوسف میں فرمایا گیا:

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۳ (۷۶)

''اس کے باوجود اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں، چاہے تمہارا دل کیسا ہی چاہتا ہو۔''

اس قسم کی آیات کی ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جاتی تھی، کہ اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے تو آپ اس پر غم نہ کیجئے۔

(۶) وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۝۹۷ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝۹۸ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝۹۹ (۷۷)

''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جو باتیں یہ بناتے ہیں، ان سے تمہارا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ تو (اس کا علاج یہ کہ) تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے رہو، اور سجدہ بجا لانے

والوں میں شامل رہو۔اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے
رہو، یہاں تک کہ تم پر وہ چیز آجائے جس کا آنا یقینی ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب خلق خدا کے لئے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے لبریز تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی قوم کی گمراہی اور اس پر ان کے اصرار کو دیکھتے تو دل درد سے بھر جاتا۔اور شدید قسم کی گھٹن محسوس ہونے لگتی۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو تسلی دیتے ہوئے اس غم اندوزہ سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ تلقین فرمارہے ہیں کہ جب ان کی نافرمانی اور کجروی کے باعث آپ غمگین ہوجائیں۔تو اپنے ربِ قدوس کی تسبیح اور اس کی حمد میں مشغول ہوجایا کریں۔غم واندوہ کے بادل خود بخود چھٹ جائیں گے۔(۷۸)

چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی تکلیف پہنچتی۔تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے۔(۷۹)

(۷) لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (۸۰)

''(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شاید تم اس غم میں اپنی جان ہلاک
کئے جارہے ہو کہ یہ لوگ ایمان (کیوں) نہیں لاتے۔''

(۸) وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ (۸۱)

''اور (اے پیغمبر!) تم ان لوگوں پر غم نہ کرو، اور یہ جس مکاری
کا مظاہرہ کررہے ہیں، ان کی وجہ سے گھٹن محسوس نہ کرو۔''

اسی مضمون کی آیت سورہ نحل میں بھی موجود ہے (۸۲)

(۹) فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ط (۸۳)

''لہٰذا (اے پیغمبر!) ایسا نہ ہو کہ ان (کافروں) پر افسوس
کے مارے تمہاری جان ہی جاتی رہے۔''

(۱۰) لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾ (۸۴)

''آپ کو ان پر زبردستی کے لئے مسلط نہیں کیا گیا۔''

(۱۱) وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (۸۵)

''(اے پیغمبر) تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت اپنی امت کی اخروی افلاح کی فکر دامن گیری رہتی تھی۔ یہ کوئی بعید نہیں تھا کہ کفار قریش کی جانب سے دعوتِ ایمان کو رد کرنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر ہر وقت غم والم کے بادل چھائے رہتے ہوں۔

ان آیات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ جل جلالہ تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے محبوب! آپ ان کے غم میں کیوں گھلے جا رہے ہیں؟ ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں اتنا دلگیر اور غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ آپ کا کام تو ان کو نصیحت کرنا ہے، خوابِ غفلت سے جگاتا ہے، نتائج کی ذمہ داری آپ پر نہیں، آپ اپنا فریضہ ادا کرتے رہیں۔ اس کے باوجود یہ اگر ایمان قبول نہ کریں تو آپ فکر مند مت ہوں، کیونکہ ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار نہیں ٹھرایا۔

(۱۲) وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ (۸۶)

''اور تم اپنے پروردگار کے حکم پر جمے رہو کیونکہ تم ہماری نگاہوں میں ہو، اور جب تم اٹھتے ہو، اس وقت اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کرو۔''

یہ سورۃ طور کی آخری آیت ہے سورۃ طور مکی سورۃ ہے۔ مکی دور میں کفار قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے میں پیش پیش رہتے تھے۔ حتیٰ کہ قریش

کے ایک احمق نے نبی کریم ﷺ کے روبرو آپ ﷺ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی۔ آپ ﷺ اس حالت میں گھر تشریف لائے کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک غبار آلود تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی نے اٹھ کر مٹی دھوئی۔ وہ دھوتے ہوئے روتی جا رہی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ انھیں تسلی دیتے ہوئے فرماتے جا رہے تھے۔ بیٹی رو نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے ابا کی حفاظت کرے گا۔(۸۷)

قریش نے اس قسم کی قبیح حرکات پر اکتفا نہ کیا بلکہ نبی کریم ﷺ کو معاذ اللہ شہید کرنے کے منصوبے بھی سوچتے رہے۔ ان جاں گسل حالات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی تسلی وحوصلہ افزائی کے لئے یہ آیت نازل کی۔ اور فرمایا کہ اے حبیب! آپ ہماری نگاہوں میں ہیں۔ ہم خود آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ کوئی دشمن آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس قسم کا جملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا گیا تھا:

وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ (۸۸)

''تا کہ تم میری نگرانی میں پرورش پاؤ۔''

لیکن اس آیت میں عین واحد اور حرف جار علی استعمال ہوا ہے۔ جس کا معنیٰ ہے میری ایک آنکھ کے سامنے۔ لیکن یہاں فرمایا بِاَعْيُنِنَا حرفِ جار ''ب'' اور اعین جمع۔ یعنی ایک آنکھ نہیں، بلکہ ہماری ساری آنکھوں میں۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

ونحن نراك بجميع عيون الصفات والذات بنعت المحبه والعشق ننظر بها اليك شوقا اليك وحراسة لك۔ (۸۹)

''ہم آپ کو دیکھتے ہیں، اپنی ذات اور صفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز میں، شوق سے آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور آپ کی نگہبانی کرتے ہیں۔''

علامہ آلوسی اس آیت کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں:

جو شخص نگاہِ بصیرت سے ان دو آیتوں کا مطالعہ کرے گا۔ اسے حبیب وکلیم کے درمیان فرق معلوم ہوجائے گا۔(۹۰)

نوع ثالث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تاییدی آیات:

اس نوع میں چند ایسی آیات کو درج کیا گیا ہے، جو اللہ جل جلالہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وتوصیف یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تایید اور سلامتِ فکر کو بیان کرنے کے لئے نازل فرمائی ہیں:

۱۔ يٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ (۹۱)

''یٰسٓ۔ حکمت بھرے قرآن کی قسم۔ تم یقیناً پیغمبروں میں سے ہو۔ بالکل سیدھے راستے پر۔''

۲۔ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ (۹۲)

''اور حقیقت یہ ہے کہ تم تو انھیں سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہو۔''

۳۔ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ (۹۳)

''(اے پیغمبر!) تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ یقیناً تم کھلے کھلے حق پر ہو۔''

۴۔ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ (۹۴)

''اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تم لوگوں کو وہ سیدھا راستہ دکھا رہے ہو۔''

۵۔ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ (۹۵)

''لہٰذا تم پر جو وحی نازل کی گئی ہے، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں جس طرح اپنے حبیب لبیب ﷺ کی مدح سرائی کی ہے، خواہ کوئی کتنی بھی حضور ﷺ کی تعریف کیوں نہ کر لے اس کی ذات پاک سے بڑھ کر نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا نام ہی ''محمد'' رکھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ کی ہر ہر زمان و مکان میں ثنا ہی ثنا دیکھنا چاہتا ہے۔ بہ قول حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ كَيْ يُجِلَّهٗ   فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

(اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمتوں کے اظہار کے لیے آپ کا نامِ نامی، اسمِ گرامی اپنے پاک نام سے نکالا۔ وہ عرش والا ''محمود'' ہے اور یہ ''محمد'' ہیں۔)

یہ دیکھیے! قرآنِ حکیم ہمارے سامنے ہے۔ اس میں جگہ جگہ آیاتِ کریمہ عظمتِ مصطفیٰ کا اظہار کر رہی ہیں۔ چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ کیجیے! امید ہے کہ آپ کا سینہ عشقِ مصطفیٰ سے جگمگا اٹھے گا۔

O

قرآنِ حکیم کی 100 آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ ان میں سے چند بطور مثال ملاحظہ ہوں۔

رضائے مصطفیٰ رضائے خدا ہے:

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (التوبہ،۹:۶۲)

(اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ حق دار ہے کہ اسے راضی کیا جائے۔ اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے (تو یہ حقیقت جان لیتے اور رسول ﷺ کو راضی کرتے، رسول ﷺ کے راضی ہونے سے ہی اللہ راضی ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں کی رضا ایک ہے))

عطائے مصطفیٰ عطائے خدا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ،۹:۵۹)

(اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے عطا فرمایا تھا۔)

فضلِ مصطفیٰ فضلِ خدا ہے:

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّا اِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ

(التوبہ،۱۰:۵۹)

(اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے، عن قریب ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے (مزید) عطا فرمائے گا۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور رسول اسی کا وسیلہ اور واسطہ ہے، اس کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھتے اور طعنہ زنی نہ کرتے تو یہ بہتر ہوتا))

اغنائے مصطفیٰ اغنائے خدا ہے:

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ،۱۰:۷۴)

(اور وہ (اسلام اور رسول ﷺ کے عمل میں سے) اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔)

ملکیت مصطفیٰ ملکیت خدا ہے:

يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الانفال،۸:۰۱)

((اے نبی مکرم!) آپ سے اموال غنیمت کی نسبت سوال کرتے ہیں فرما دیجیے: اموال غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔)

اعلانِ مصطفیٰ اعلانِ خدا ہے:

وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ،۱۰:۰۳)

((یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تمام لوگوں کی حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (ﷺ) بھی (ان سے بری الذمہ ہے))

قضاءِ مصطفیٰ قضاء خدا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب،۳۳:۳۶)

(اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو۔)

مذکورہ تمام آیات کو ملاحظہ کیجیے اور دیکھیے کہ کس طرح "اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ" کے الفاظ باہم ملا کر ذکر کیے گئے ہیں۔ ہم نے صرف چند آیات بطور مثال پیش کی ہیں ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سی آیاتِ کریمہ ہیں جن میں اللہ و رسول کا ذکر اسی طرح اکٹھے آیا ہے۔ اگر اب بھی لوگوں کو اللہ و رسول کے باہمی قرب کا اندازہ نہیں ہوتا تو پھر کب ہوگا؟ بہ قول شاعر:

نبی کا ذکر ہی خدا کا ذکر ہے، نبی کی بات ہی خدا کی بات ہے

یداللہ کہہ دیا تو ثابت ہوگیا ، نبی کا ہاتھ ہی خدا کا ہاتھ ہے

نیز کیا خوب فرمایا تھا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے:

ذکرِ خدا جو اُن سے جدا چاہو نجدیو   واللہ یہ ذکرِ حق نہیں، کنجی سقر کی ہے

O

اب ہم آپ کے سامنے قرآنِ حکیم کی وہ آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی قسمیں کھائیں ہیں ۔اور یقیناً اللہ رب العالمین کا حضور ﷺ کی قسمیں کھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس طرزِ کلام سے جس زبردست

انداز میں شانِ مصطفیٰ کا اظہار ہوتا ہے اسے علم و عشق والے لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ساری مبارک زندگی کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ (الحجر ۱۵:۷۲)

((اے حبیبِ مکرم!) آپ کی عمر مبارک کی قسم! بے شک (مکہ کے) یہ لوگ (بھی قوم لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی گفتگو مبارک کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَقِيلِهِ يَارَبِّ إِنَّ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ (الزخرف ۴۳:۸۸)

(اور اس (حبیبِ مکرم ﷺ) کے (یوں) کہنے کی قسم! کہ یا رب! بے شک یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان (ہی) نہیں لاتے)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے شہر مبارک کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ (البلد ۹۰:۱۔۲)

(میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ اس لیے کہ (اے حبیبِ مکرم) آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمانۂ مبارک کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَالْعَصْرِ (العصر ۱۰۳:۱) (زمانۂ بعثتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! (جو سارے زمانوں کا ماحصل اور مقصود ہے)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے چہرۂ انور اور مبارک زلفوں کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (الضحیٰ ۹۳:۱۔۲)

((اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرہ انور) کی (جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روشن کر دیا) (اے حبیبِ مکرم) قسم ہے سیاہ رات (کی طرح آپ کی زلف عنبریں) کی جب وہ (آپ کے رخ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مشاہدہ کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ (البروج ۸۵:۳)

(شاہد (مشاہدہ کرنے والے) کی قسم اور مشہود (جس کا مشاہدہ ہوا اس) کی قسم)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی صبح میلاد کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَالْفَجْرِ**
(اس صبح کی قسم (جس سے ظلمت شب چھٹ گئی)) (الفجر ۸۹:۱)
- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے والدین اور آپ کی میلاد کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرمایا: **وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ** (البلد ۹۰:۳)
((مجھے اپنے حبیب کے) والد کی قسم اور اس (حبیب) کی قسم جس کی ولادت ہوئی)

بہت سے مفسرین نے مذکورہ آیات کو حضور علیہ السلام کی قسمیں قرار دے کر عظمتِ مصطفیٰ کو اجاگر کیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: **کشف الغطاء عن معرفۃ الاقسام للمصطفیٰ** (ڈاکٹر محمد طاہر القادری، طبع: منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور)

بہ قول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ ؎

ہے کلامِ الٰہی میں شمس وضحیٰ تیرے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر وکلام وبقا کی قسم

O

اب ہم آپ کے سامنے قرآنِ حکیم کی وہ آیات کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے طرح طرح کے القاب اور طرح طرح کی شانیں بیان کی ہیں، پڑھیے اور جھومیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے حضور علیہ السلام کی عظمتوں کا اظہار فرمایا ہے۔

کہیں ارشاد فرمایا کہ آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ (الفتح:۲۹) کہیں فرمایا کہ آپ مصطفیٰ ہیں۔ (آل عمران:۳۳) کہیں فرمایا کہ آپ مجتبیٰ ہیں۔ (آل عمران:۱۷۹) کہیں فرمایا کہ آپ مرتضیٰ ہیں۔ (الجن:۲۷) کہیں فرمایا کہ آپ عبد کامل ہیں۔ (بنی اسرائیل:۱) کہیں فرمایا کہ آپ نبی امی ہیں۔ (الاعراف:۱۵۷) کہیں فرمایا کہ آپ نور ہیں۔ (المائدہ:۱۵) کہیں فرمایا کہ آپ برہان ہیں۔ (النساء:۱۷۴) کہیں فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب:۴۰) کہیں فرمایا کہ آپ شہید (گواہ) ہیں۔ (البقرہ:۱۴۳) کہیں فرمایا کہ آپ احمد ہیں۔ (الصف:۶) کہیں فرمایا

کہ آپ شاہد ہیں۔(الاحزاب:۴۵) کہیں فرمایا کہ آپ سراج منیر ہیں۔(الاحزاب:۴۵) کہیں فرمایا کہ آپ داعی الی اللہ ہیں۔(الاحزاب:۴۵) کہیں فرمایا کہ آپ یٰسین ہیں۔(یٰس:۱) کہیں فرمایا کہ آپ طٰہٰ ہیں۔(طٰہٰ:۱) کہیں فرمایا کہ آپ بشیر ہیں۔(البقرہ:۱۱۹) کہیں فرمایا کہ آپ نذیر ہیں۔(البقرہ:۱۱۹) کہیں فرمایا کہ آپ مزمل ہیں۔(المزمل:۱) کہیں فرمایا کہ آپ مدثر ہیں۔(مدثر:۱) کہیں فرمایا کہ آپ رحمۃ للعلمین ہیں۔(الانبیاء:۱۰۷) کہیں فرمایا کہ آپ اوّل المسلمین ہیں۔(الانعام:۱۶۳) کہیں فرمایا کہ آپ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہیں۔(آل عمران:۱۶۴) کہیں فرمایا کہ آپ صاحبِ خلقِ عظیم ہیں۔(القلم:۴) کہیں فرمایا کہ آپ رؤف ورحیم ہیں۔(التوبہ:۱۲۸) کہیں فرمایا کہ آپ دعائے ابراہیم ہیں۔(البقرہ:۱۲۹) کہیں فرمایا کہ آپ بشارت عیسیٰ ہیں۔(الصف:۶) کہیں فرمایا کہ آپ شارحِ آیات ہیں۔(النحل:۴۴) کہیں فرمایا کہ آپ معلمِ کتاب وحکمت ہیں۔(البقرہ:۱۵۱) کہیں فرمایا کہ آپ مزکی ہیں۔(البقرہ:۱۵۱) کہیں فرمایا کہ آپ معصوم ہیں۔(النجم:۳) کہیں فرمایا کہ آپ صاحبِ کوثر ہیں۔(الکوثر:۱) کہیں فرمایا کہ آپ صاحبِ معراج ہیں۔(بنی اسرائیل:۱) کہیں فرمایا کہ آپ صاحبِ مقامِ محمود ہیں۔(بنی اسرائیل:۷۹)

O

اب ہم آپ کے سامنے ان آداب کا ذکر کرتے ہیں جو براہِ راست اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کے لیے اپنی مخلوق کو سکھائے ہیں۔خود اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب کا ادب سکھانا اس کی بارگاہ میں آپ کی عظمت وشان کو خوب خوب واضح کرتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ذاتِ پاک سے کسی بھی معاملے میں آگے بڑھنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (الحجرات ۴۹:۱)

(اے ایمان والو (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی ذاتِ اقدس کو عام لوگوں کی طرح پکارنے کو بے عقلی اور بے وقوفی قرار دیا۔ارشادِ ربانی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَّرَاءِ

الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (الحجرات ۴۹:۴-۵)

(بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر (آپ کے بلند مقام و مرتبہ اور آداب تعظیم کی) سمجھ نہیں رکھتے۔ اور اگر وہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود ہی ان کی طرف باہر تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے)

- اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی بدزبانی کی وجہ سے اپنے حبیب ﷺ کے سامنے "رَاعِنَا" کا لفظ بولنے سے منع فرما دیا اور اس کا متبادل لفظ "اُنْظُرْنَا" بذاتِ خود سکھایا۔ ارشادِ ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ أَلِيْمٌ (البقرۃ ۲:۱۰۴)

(اے ایمان والو! (نبی اکرم ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے) راعنا مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) انظرنا (ہم پر نظر کرم فرمائیے) کہا کرو۔ اور (ان کے ارشاد) بغور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے گھر بلا اجازت داخل ہونے سے اور بلا ضرورت آپ کے گھر میں بیٹھے رہنے سے منع فرما دیا۔ ایمان افروز آیتِ کریمہ ملاحظہ ہو، ارشادِ ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلٰكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذَالِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ (الاحزاب ۳۳:۵۳)

(اے ایمان والو! نبی مکرم ﷺ کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کے لیے اجازت دی جائے (پھر وقت سے پہلے پہنچ کر) کھانا پکنے کا انتظار کرنے والے نہ بنا کرو۔ ہاں جب تم بلائے جاؤ تو (اس وقت) اندر آیا کرو۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو (وہاں سے اٹھ کر) فوراً منتشر ہو جایا کرو اور وہاں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے رہنے

والے نہ بنو۔ یقیناً تمہارا ایسے (دیر تک بیٹھے) رہنا نبی اکرم ﷺ کو تکلیف دیتا ہے اور وہ تم سے (اٹھ جانے کا کہتے ہوئے) شرماتے ہیں اور اللہ حق (بات کہنے) سے نہیں شرماتا)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے سامنے آواز بلند کرنے اور آپ کو عام لوگوں کی طرح پکارنے سے بڑی سختی کے ساتھ منع فرما دیا اور اس پر ایمان اور اعمال کی بربادی کی وعید سنائی۔ ارشاد ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ (الحجرات ۴۹:۲)

(اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم ﷺ کی آواز پر بلند مت کیا کرو اور ان کے ساتھ اس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ہی (ایمان سمیت) غارت ہو جائیں اور تمہیں (ایمان اور اعمال کے برباد ہو جانے کا) شعور تک بھی نہ ہو۔)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی تعظیم کو امت پر فرض قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ (الفتح ۴۸:۹)

(تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور آپ ﷺ کے دین کی مدد کرو اور آپ ﷺ کی بے حد تعظیم و تکریم کرو)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھنے والوں کے لیے ایمان، تقویٰ، مغفرت اور اجرِ عظیم کی خوش خبریاں سنائیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

(إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ (الحجرات ۴۹:۳)

(بے شک جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خالص کر لیا ہے انہی کے لیے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے)

- اللہ تعالیٰ نے دورانِ نماز بھی اپنے حبیب ﷺ کے بلانے پر آپ کی خدمت میں

فوری حاضر ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال ۸:۲۴)

(اے ایمان والو! جب (بھی) رسول ﷺ تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاودانی) زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول ﷺ (دونوں) کی طرف فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہوجایا کرو)

نکتہ: اگر آپ مذکورہ آیات میں غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے آداب سکھاتے ہوئے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا کے الفاظ سے آیات کا آغاز فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے ادب و تعظیم کا ایمان کے ساتھ گہرا اور مضبوط تعلق ہے۔ پس ایمان کے لیے حضور ﷺ کا ادب ضروری ہے جس کے بغیر بندہ ایمان سے خارج ہے۔ فَتَفَكَّرُوا۔

O

اب ہم آپ کے سامنے قرآنِ حکیم کی وہ آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذرہ برابر گستاخی کو بھی ناقابلِ برداشت قرار دیا ہے۔

● ابولہب نے جن ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کی گستاخی کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس پر پورے غضب اور جلال کے ساتھ ارشاد فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ o مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ o سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَّامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ (اللہب ۱۱۱:۱۔۵)

(ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہوجائے (اس نے ہمارے حبیب پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی ہے) اسے اس کے مال نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور نہ ہی اس کی کمائی نے۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں جا پڑے گا اور اس کی (خبیثہ) عورت (بھی) جو (کانٹے دار) لکڑیوں کا بوجھ (سر پر) اٹھائے پھرتی ہے (اور ہمارے حبیب کے تلووں کو زخمی کرنے کے لیے رات کو ان کی راہوں میں بچھا دیتی ہے) اس کی گردن میں کھجور کی چھال کا (وہی) رسہ ہوگا (جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی ہے))

قرآنِ حکیم میں ابولہب کا نام لینے کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے

گستاخِ رسول کے سمبل (Symbol) کے طور پر پیش کیا اور اپنی مخلوق کو سمجھایا کہ دیکھو ابولہبوں کے بارے میں ہمارا کیسا کیسا قہر وغضب کا رویہ ہوتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے دشمن کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ (الکوثر ۱۰۸:۳)

(بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام ونشان ہوگا)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا مذاق اڑانے والوں کا خود تیا پانچہ کرنے کا اظہار فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے: إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر ۱۵:۹۵)

(بے شک مذاق کرنے والوں (کو انجام تک پہنچانے) کے لیے ہم آپ کو کافی ہیں)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بے ادبی کا ارتکاب کرنے والے کی انتہائی سخت مذمت بیان فرمائی۔ ارشادِ ربانی ہے: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ (القلم ۶۸:۱۰-۱۳)

(اور آپ کسی ایسے شخص کی بات نہ مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا انتہائی ذلیل ہے (جو) طعنہ زن، عیب جو (ہے اور) لوگوں میں فساد انگیزی کے لیے چغل خوری کرتا پھرتا ہے (جو) بھلائی کے کام سے بہت روکنے والا، بخیل، حد سے بڑھنے والا سرکش (اور) سخت گناہ گار ہے (جو) بدمزاج درشت خو ہے، مزید برآں بداصل (بھی) ہے)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایذاء پہنچانے والوں کو دنیا و آخرت میں لعنت اور ذلت آمیز عذاب کی وعید سنائی۔ ارشادِ ربانی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا (الاحزاب ۳۳:۵۷)

(بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے)

- اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں بدزبانیاں کرنے والوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبۃ ۹:۶۶)

((اب) تم معذرت مت کرو، بے شک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے)

● اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرنے والے منافقوں کو ملعون اور واجب القتل قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ○ مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا (الاحزاب ۳۳:۶۰-۶۱)

(اگر منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (رسول ﷺ سے بغض اور گستاخی کی) بیماری ہے اور (اسی طرح) مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے لوگ (رسول ﷺ کو ایذا رسانی سے) باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر ضرور مسلط کر دیں گے، پھر وہ مدینہ میں آپ کے پڑوس میں نہ ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑے (دن) (یہ) لعنت کیے ہوئے (جنگجو، دہشت گرد، فسادی اور ریاست کے خلاف باغیانہ سازشوں میں ملوث) لوگ جہاں کہیں پائے جائیں گرفتار کر لیے جائیں اور ایک ایک کو (نشانِ عبرت بناتے ہوئے ان کی باغیانہ کاروائیوں کی سزا کے طور پر) قتل کر دیا جائے)

○

اب ہم آپ کے سامنے قرآنِ حکیم کی وہ آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کل کائنات میں ہر لحاظ سے مرکزیت کی شان عطا فرمائی۔ ان آیات کو پڑھ کر معلوم ہوگا کہ حضور ﷺ کے بغیر کوئی بھی شے کچھ بھی نہیں ہے۔

● اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنے پیدا کردہ تمام جہانوں کا مرکز و محور قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء ۲۱:۱۰۷)

(اور (اے رسولِ محتشم)! ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر)

● اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو مغفرتِ ذنوب کے لیے مرکز و محور قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء ۴:۶۴)

(اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں

حاضر ہوجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے نیز رسول ﷺ بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے)

• اللہ تعالیٰ نے بندوں کی محبت اپنی ذات تک پہنچنے اور اپنی محبت ان کے نفوس تک پہنچنے کا مرکز و محور بھی ذاتِ مصطفیٰ اور اتباعِ مصطفیٰ کو قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران ۳:۳۱)

((اے حبیب) آپ فرمادیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے)

• اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کی اطاعت کا مرکز و محور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو قرار دیا۔ ارشادِ ربانی ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (النساء ۴:۸۰)

(جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا)

• اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ ربوبیت کا مرکز و محور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء ۴:۶۵)

(پس (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ مسلمان نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں)

اگر آپ قرآنِ حکیم میں ملاحظہ فرمائیں تو رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ کا لفظ تو چند ہی مقام پر آیا ہے مگر رَبُّكَ یعنی ربِ مصطفیٰ کا لفظ جگہ جگہ پہ آیا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ اس کی ربوبیت کا اولین محور حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ بہ قول فاضل بریلوی:

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا

تجھے حمد ہے خدایا، تجھے حمد ہے خدایا

• اللہ تعالیٰ نے اپنے، اپنے تمام ملائکہ اور دنیا کے تمام اہلِ ایمان کے درود کا مرکز و محور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بنایا۔ ارشادِ ربانی ہے: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ۳۳:۵۶)

(بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبی مکرم ﷺ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو)

- اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے عظیم لاریب کتاب قرآن حکیم کے نزول کا مرکز ومحور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بنایا۔ ارشادِ ربانی ہے: كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم ۱۴:۱)

(یہ (عظیم) کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر (ایمان کے) نور کی جانب لے آئیں)

- اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام کے عہد و پیمان کا مرکز ومحور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بنایا۔ ارشادِ ربانی ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران ۳:۸۱)

(اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیا سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمھیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں پھر تمہارے پاس وہ (اعظم) رسول ﷺ تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے)

- اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن انسانیت کی نجات کا مرکز ومحور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بنایا۔ ارشادِ ربانی ہے: وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا (الفرقان ۲۵:۲۷)

(اور اس دن ہر ظالم (غصہ اور حسرت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا (اور) کہے گا کاش میں نے رسول ﷺ کی معیت میں (آکر ہدایت کا) راستہ اختیار کر لیا ہوتا)

- حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک توحید کا مرکز ومحور بھی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بنایا۔ ارشادِ ربانی ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (الاخلاص ۱۱۲:۱)

((اے نبی مکرم!) آپ فرما دیجیے: وہ اللہ ہے جو یکتا ہے)

اگر آیتِ کریمہ کا آغاز لفظ قُلْ کے بغیر صرف هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سے کیا جاتا تو وہ بھی درست قرار پاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے لفظ قُــلْ (آپ فرما دیجیے) ارشاد فرما کر مخلوق کو آگاہ کر دیا کہ میری بارگاہ میں توحید بھی وہی قبول ہے جو میرے حبیب کی زبان پر اعتماد کے ساتھ ہو۔ اسی لیے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں خدا کو بھی اسی لیے خدا مانتا ہوں کہ وہ میرے محمد کا خدا ہے۔ یہ قول اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مَفر مَقر

جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

اور یہ قول علامہ اقبال رحمہ اللہ:

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو ۔۔۔ چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مئے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو ۔۔۔ بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے ۔۔۔ نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

O

اب ہم آپ کے سامنے قرآنِ حکیم کی وہ آیاتِ کریمہ پیش کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے اعضائے مبارکہ اور ان کے متعلقات کا بڑی آب و تاب کے ساتھ ذکر فرمایا۔

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے چہرۂ انور کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (البقرة ۲:۱۴۴)

((اے حبیب) ہم بار بار آپ کے رخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے سینہ مبارک اور پشتِ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ (الانشراح ۹۴:۱-۳)

(کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (انوارِ علم و حکمت اور معرفت کے لیے) کشادہ نہیں فرما دیا اور ہم نے آپ کا (غمِ امت کا وہ) بار آپ سے اتار دیا جو آپ کی پشت (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دل مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (البقرة ۲:۹۷)

(اس نے (تو) اس (قرآن) کو آپ کے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آنکھ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (النجم ۵۳:۱۷)

(اور ان کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی (جس کو تکنا تھا اسی پر جمی رہی))

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ (الفتح ۴۸:۱۰)

((اے حبیب) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے))

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی آوازِ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات ۴۹:۲)

(اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم ﷺ کی آواز سے بلند مت کیا کرو)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی گفتگو مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم ۵۳:۳-۴)

(اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے، ان کا ارشاد سراسر وحی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے)

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی چادر مبارک اور قیامِ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا (المزمل ۷۳:۱-۲)

(اے چادر کے جھرمٹ والے (حبیب!) آپ رات کو (نماز میں) قیام فرمایا کریں مگر تھوڑی دیر (کے لیے))

- اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: لا

تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖo إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ (القیٰمۃ ۷۵:۱۶-۱۷)

((اے حبیب!) آپ (قرآن کو یاد کرنے کی) جلدی میں (نزول وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کریں، بے شک اسے (آپ کے سینہ میں) جمع کرنا اور اسے (آپ کی زبان سے) پڑھانا ہمارے ذمہ ہے)

● اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے کان مبارک کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ (التوبۃ ۹:۶۱)

(اور ان (منافقوں) میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو نبی مکرم ﷺ کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ تو کان (کے کچے) ہیں، فرما دیجیے تمہارے لیے بھلائی کے کان ہیں، وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اہل ایمان (کی باتوں) پر یقین کرتے ہیں۔ اور تم میں سے جو ایمان لے آئے ان کے لیے رحمت ہیں)

محترم قارئین! آپ نے قرآنِ حکیم کی آیات کی روشنی میں مقامِ مصطفیٰ کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔ یقیناً آپ کو اس حقیقت کا اندازہ ہو چکا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقامِ مصطفیٰ کتنا بلند ہے۔ بزرگوں کا کہنا ہے کہ "ہمہ قرآن در شانِ محمد" یعنی ایک لحاظ سے سارے کا سارا قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کا بیان ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جس کلام کے متعلق حضور ﷺ نے فرما دیا کہ وہ قرآن ہے امت نے اس کو قرآن مانا اور جس کلام کے متعلق آپ ﷺ نے فرما دیا کہ وہ قرآن نہیں ہے اس کو کسی نے بھی قرآن نہ مانا۔ پس معلوم ہوا کہ قرآنِ حکیم کے ہر ہر حرف کے کلام اللہ ہونے کی سند زبانِ مصطفیٰ ہے۔ اس طرح قرآنِ حکیم کا ہر ہر حرف پکار پکار کر سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت و شان کی گواہی دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ کے مقام کا شعور عطا فرمائے اور

آپ کی ذاتِ اقدس سے جذباتی وابستگی عطا فرمائے۔ بہ قول سعدی:

زباں تا بود در دہاں جائے گیر　　ثنائے محمد بود دل پذیر

اور بہ قول شاعر:

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است　　ہر کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو سر تا بہ قدم شان ہی شان بنا کر بھیجا، حتیٰ کہ جس جس چیز کی آپ کی ذاتِ اقدس سے نسبت ہوگئی وہ بھی شان والی قرار پائی۔ آپ کے ساتھ نسبت رکھنے والی چیزوں میں آپ کے اسمائے گرامی بھی ہیں۔ جس طرح آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ساری کائنات سے ممتاز ہے اسی طرح آپ کے اسمائے گرامی بھی ساری کائنات سے ممتاز ہیں۔

محمد اور احمد آپ کے ذاتی نام ہیں، جبکہ صفاتی ناموں کی تعداد چودہ سو تک شمار کی گئی ہے۔ ناموں کی اتنی کثیر تعداد دنیا کے کسی بڑے سے بڑے آدمی کے حصے میں بھی نہیں آئی۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں: "ثُمَّ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ اَنَّ كَثْرَةَ الْاَسْمَاءِ تَدُلُّ عَلٰى عَظْمَةِ الْمُسَمّٰى" یعنی یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ ناموں کی کثرت "نام والے" کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

قرآنِ حکیم کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہوتا ہے، چونکہ تمام محامد اسی کی ذات پاک کے لیے ہیں اس لیے اس کا نام "محمود" ہے، اس نے اپنے نام سے مشتق کر کے اپنے حبیب کا نام "محمد" رکھا۔ بقول حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ:

شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ كَیْ یُجِلَّهٗ　　فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ هٰذَا مُحَمَّدٌ

(اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمتوں کے اظہار کے لیے آپ کا نام اپنے نام سے مشتق فرمایا۔

پس ربِ عرش "محمود" ہے اور اس کا حبیب "محمد" ہے۔)

گزشتہ کتبِ سماویہ میں آپ کا نام "احمد" مرقوم تھا۔ امام سیوطی تفسیر درمنثور میں حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے امتِ محمدیہ میں ہونے کی تمنا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ اَحْمَدَ" اے اللہ! تو مجھے احمد ﷺ کی امت میں شامل فرما۔

بالخصوص اسمِ محمد کی تو شان ہی نرالی ہے، جس طرح آپ سارے نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح آپ کا یہ نام بھی سارے ناموں کا سردار ہے۔ اس نام کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دیگر انبیائے کرام کے مقدس ناموں سے ان کی ہمہ جہت عظمتوں کا اظہار نہیں ہوتا، مگر آپ کے اس نام سے آپ کے جملہ کمالات کی طرف صرف اشارہ ہی نہیں بلکہ پوری پوری دلالت ہوتی ہے۔

امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب "المفردات" میں لفظ محمد کی وضاحت کچھ ان الفاظ سے کی ہے: "اَلَّذِیْ اجْتَمَعَتْ فِیْہِ الْخِصَالُ الْمَحْمُوْدَۃُ"، یعنی محمد اس ہستی کو کہتے ہیں جس میں تمام قابل تعریف خوبیاں یک جا ہوں۔۔ امام زرقانی شرح موطا امام مالک میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اَلَّذِیْ تَکَامَلَتْ فِیْہِ الْخِصَالُ الْمَحْمُوْدَۃُ"، یعنی محمد اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس میں تمام تر خصائل محمودہ کامل و اکمل ہوں۔۔ امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اَلَّذِیْ حُمِدَ مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ اَلٰی غَیْرِ النِّھَایَۃِ" یعنی محمد اس ہستی کو کہا جاتا ہے جس کی تسلسل کے ساتھ اتنی تعریف کی جائے کہ اس کی کوئی آخری حد ہی نہ آئے۔

یہ وہ عظیم نام ہے جو آپ ﷺ سے پہلے کسی بھی نبی و رسول کے حصے میں نہیں آیا۔ نیز یہ نام آپ ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ہے، یعنی جب اس نام کو آپ کی ذات و صفات کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو یہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ آپ بالکل سچے نبی ہیں۔

آپ کا یہ نام آپ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ولادت سے قبل خواب میں بشارت کیا گیا، جبکہ نام رکھنے کی سعادت آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو حاصل

ہوئی، جب ان سے یہ نام رکھنے کی وجہ دریافت کی گئی تو انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے پوتے کا یہ نام اس لیے رکھا ہے تا کہ خالقِ کائنات آسمانوں میں اس کی تعریف کرے اور مخلوق زمین میں اس کی تعریف کرے۔

اس نام کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ تعریف کے پوری قوت کے ساتھ وجود میں آنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسے صَرَّفَ یُصَرِّفُ تَصْرِیْفًا میں کسی چیز کو پھیرنے کے لیے قوت کا وجود ضروری ہوتا ہے۔۔ اس لحاظ سے لفظ محمد کا مفہوم یہ ہوا کہ جو بھی شخص آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس کو دیکھے گا وہ بے اختیار آپ کی تعریف پر مجبور ہو جائے گا۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں کہ میں نے جیسے ہی آپ کو دیکھا "عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَیْسَ بِوَجْهِ کَذَّابٌ" میں پہچان گیا کہ ایسا حسین وجمیل چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔۔اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں آپ کی ذاتِ اقدس کو دیکھتے ہی لوگوں کی زبان پر بے اختیار تعریفی کلمات جاری ہو گئے۔ ہمارے اس دور میں ایک انگریز مصنف مائیکل ہارٹ نے دنیا کی سو عظیم شخصیات پر مشتمل کتاب لکھی تو وہ بن دیکھے ہی آپ ﷺ کے نام نامی اسمِ گرامی کو ان سب سے پہلے لکھنے پر مجبور ہو گیا۔

لفظ محمد چونکہ باب تفعیل سے ہے جس کی ایک خاصیت ''مبالغہ'' ہے، جیسے قتل کا معنی فقط مارنا ہے اور تقتیل کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔۔اس لحاظ سے لفظ محمد کا معنی ہوگا ایک ایسی ہستی جس کا ہر ہر جزو قابل تعریف ہو، جو ہر ہر جہت سے مستحق حمد ہو، جو ہر ہر زاویے سے لائق ثنا ہو۔ یہ خوبی بھی ہمارے پیارے نبی ﷺ میں بدرجہ اتم موجود ہے، دنیائے انسانیت میں آپ ہی وہ واحد ہستی ہیں جس میں نقص وعیب کے کسی ذرے کا بھی تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بقول اعلیٰ حضرت:

وہ کمالِ حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں ۔۔۔ یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

آپ دنیا کی کوئی بھی چیز خریدیں اور اس میں صرف ایک آدھ ہی خرابی ہو تو اسے ہر لحاظ سے قابلِ تعریف نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح اگر سرکارِ دو عالم ﷺ میں نعوذ باللہ کوئی ذرہ برابر بھی خامی ہو تو لفظ محمد کا اطلاق آپ کی ذاتِ اقدس پر درست نہیں رہتا۔

حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ　　كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

باب تفعیل کی ایک خاصیت ''استمرار'' بھی ہے، یعنی کسی کام کا ہمیشہ ہمیشہ جاری رہنا۔ حضور ﷺ کی بھی یہی شان ہے کہ آپ کی تعریف میں استمرار پایا جاتا ہے کیونکہ آپ کی ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر زبان میں تعریف کی گئی ہے اور یہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔

اس دنیا میں آپ کی تشریف آوری سے قبل بھی آپ کی مدائح کا سلسلہ جاری رہا، پھر جب آپ دنیا میں تشریف لے آئے تب تو رنگ ہی نرالا ہو گیا، آپ کے وصالِ اقدس کے بعد سے لے کر اب تک بھی اس میں کوئی انقطاع نہیں آیا اور تا قیامِ قیامت یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا، بروزِ قیامت لوائے حمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا، نیز جنت میں بھی آپ کی بے حد وحساب تعریف ہوتی رہے گی۔

اگر آپ آج تک حضور ﷺ کی شان میں لکھی گئی صرف نعتوں کا سرمایہ اکٹھا کرنے لگ جائیں تو وہ ہی ایک بحرِ ناپیدا کنار ہے، باقی تعریفیں تو اس کے علاوہ ہیں۔

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام　　ان پہ لاکھوں کروڑوں درود و سلام

نامِ محمد میں غیب کی خبر بھی پائی جاتی ہے، یعنی ایک ایسی ہستی جس کی ہر دور میں حمد وثنا جاری رہے گی، یہ خبر سو فی صد صداقت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو یہ نام عطا فرما کر پہلے ہی بتا دیا کہ آنے والا کوئی بھی زمانہ آپ کی تعریف وتوصیف سے خالی نہیں رہے گا۔

آج دشمنوں نے اپنا پورا زور لگا لیا کہ کسی طرح ثنائے مصطفیٰ کے اس سلسلے کو روکا جا سکے مگر انہیں ہر قدم پر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ یہ ایک ایسا سیل رواں ہے جس کے آگے بند باندھنا ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ بڑی سے بڑی رکاوٹوں کو خس وخاشاک کی طرح بہاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تقریر ہو یا تحریر، زمین ہو یا آسمان، شرق ہو یا غرب، جدھر بھی کان لگایئے آپ ہی کی داستان ہے۔ ؎

اک نامِ مصطفیٰ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں　　ورنہ ہر اک عروج میں پنہاں زوال ہے

نامِ محمد کی چند خصوصیات:

- اس نامِ مبارک کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو گالی دینا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نام اور گالی آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہستی کو پہلے ''سرتاپا تعریف'' تسلیم کیا جائے اور پھر اس کو گالی دی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جب کفار آپ ﷺ کو برا بھلا کہتے تھے تو اس کے لیے انھیں آپ کا نام گرامی بہر صورت لینا پڑتا تھا۔ کسی نے توجہ دلائی کہ پہلے تم محمد کہہ کر ان کی تعریف کرتے ہو اور پھر اسی تعریف والے کو برا کہتے ہو، ان دونوں کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ اس پر انہوں نے لفظ محمد کی جگہ ''مذمم'' کہہ کر برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّىْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَ لَعْنَهُمْ ، يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ'' ۔یعنی اے صحابہ! تمھیں اس بات پر خوش گوار حیرت نہیں ہوتی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ سے قریش کی گالی گلوچ اور لعن طعن کو دور فرمادیا؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے رہتے ہیں اور میرا نام تو محمد ہے۔

ذات ہوئی انتخاب، وصف ہوئے لاجواب   نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

- اس نام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب بھی یہ بولا جائے تو بولنے اور سننے والے دونوں اشخاص پر ایک مرتبہ درود وسلام پڑھنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک سے زائد بار پڑھنا مستحب ہوتا ہے۔

معجم الاوسط کی حدیث پاک کے مطابق جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام مبارک لیا گیا اور اس نے درود نہ پڑھا وہ بد بخت آدمی ہے۔۔ سنن نسائی کی حدیث پاک کے مطابق جو شخص آپ ﷺ کا نام نامی لے کر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جو ایک بار سلام بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار سلام بھیجتا ہے۔۔ مسند احمد کی حدیث پاک کے مطابق جو شخص آپ کے نام نامی کے ساتھ آپ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر بار درود بھیجتے ہیں۔

- اس نام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات کے ساتھ کئی طرح سے مناسبت ہے۔ اللہ میں بھی چار حرف ہیں اور محمد میں بھی چار حرف ہیں۔۔ اللہ کا بھی ہر حرف نقطے سے خالی ہے اور محمد کا بھی ہر حرف نقطے سے خالی ہے۔۔ اللہ میں بھی ایک حرف مشدد ہے اور محمد میں بھی ایک حرف مشدد ہے۔۔ اللہ میں بھی کہیں زیر نہیں ہے اور محمد میں بھی کہیں زیر نہیں ہے، یعنی یہ دونوں نام وہ ہیں جو کبھی زیر ہونے والے نہیں ہیں، انہوں نے ہمیشہ زبردست ہی رہنا ہے۔

دوسری طرف اگر آپ حروفِ تہجی کو ملاحظہ کریں تو وہاں لام اور میم یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ اور محمد دونوں اکٹھے ہیں، شانِ الوہیت کے فوراً بعد شانِ محمدیت شروع ہو جاتی ہے۔

پھر ان دونوں میں ایک ایک ''شد'' بھی ہے، اس میں یہ نکتہ ہے کہ ان دونوں کی شان پوری شدت اور شان وشوکت سے ظاہر ہوگی۔۔ مزید یہ کہ مشدد لفظ میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے، اس میں یہ نکتہ ہے کہ نہ اللہ کی شان کہیں سکون پکڑنے والی ہے اور نہ ہی محمد کی۔ جیسے ہی کسی مقام پر رکے گی اس سے اگلے ہی لمحے بلاتوقف پھر سے شروع ہو جائے گی۔

اسمِ اللہ میں کھڑی زبر کا اضافہ ہے جو کہ اسمِ محمد میں نہیں ہے۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ خالق و مالک ہے اور محمد مخلوق و مملوک، اللہ بادشاہ ہے اور محمد اس کے نائب، اللہ ربِ عظیم ہے اور محمد اس کے خلیفۂ اعظم۔

لفظ اللہ میں زبر تو ہے مگر پیش نہیں ہے، جبکہ محمد میں زبر کے ساتھ ساتھ پیش بھی ہے، اس میں یہ نکتہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کو جو کچھ بھی پیش کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہوتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی کچھ پیش (عطاء) نہیں کر سکتا۔

جب اللہ کا لفظ بولیں تو دونوں ہونٹ کھل جاتے ہیں تاکہ موت کے وقت اس کا نام لینے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔۔ اور جب محمد کا لفظ بولیں تو دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں، ایک مرتبہ پہلے میم پر اور دوسری مرتبہ دوسرے میم پر۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے

حبیب کے نام کو ایک ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو دو مرتبہ بوسے دلواتا ہے۔

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب　　منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے اے جان بیتاب　　اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

اللہ کا نام لیتے ہوئے منہ بالکل بند نہیں ہوتا مگر محمد کا نام لیتے ہوئے دو مرتبہ بند ہوتا ہے، اس میں یہ نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت اپنے حبیب کو سب کچھ عطا فرمانے کے لیے ہمہ وقت کھلا رہتا ہے اور محمد عربی ﷺ اسے مسلسل سمیٹتے رہتے ہیں۔ پھر محمد کے آخری لفظ ''دال'' پر منہ کے کھل جانے کا مطلب یہ ہے کہ آقا علیہ السلام صرف سمیٹتے ہی نہیں رہتے بلکہ امت میں خوب خوب بانٹتے بھی ہیں۔ بقول اعلیٰ حضرت:

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم　　رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
انا اعطینٰک الکوثر　　ساری کثرت پاتے یہ ہیں

- اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے عدد 92 ہیں۔۔ 92 میں 2 کا عدد اللہ اور محمد پہ دلالت کرتا ہے (جیسا کہ کلمہ طیبہ میں جیسے ہی اللہ کی ''ہ'' ختم ہوتی ہے اس کے فوراً بعد محمد کی ''م'' شروع ہو جاتی ہے) جبکہ 9 کا عدد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان دونوں پاک بارگاہوں کا محتاج ہے۔ ذرا دیکھیے کہ 9 کا عدد اہل حساب کے نزدیک کیسی کیسی خصوصیات کا حامل ہے:

(۱) اس کو جتنی بار بھی ضرب دی جائے یہ اپنے وجود کو برقرار رکھتا ہے اور پورے پہاڑے میں کہیں بھی فنا نہیں ہوتا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ذاتِ محمد کو فنا نہیں، اور جو بھی اس ذات کے ساتھ جڑ جائے گا اس کو بھی فنا نہیں۔

(۲) یہ اپنے ماتحت تمام ہندسوں کو اپنے دامن میں یوں سمیٹ لیتا ہے کہ ایک کو سو تک پہنچا دیتا ہے۔ دیکھیے ہم ایک سے نو تک اعداد لکھتے ہیں، کوئی بھی عدد ایک سے زائد بار نہیں آئے گا۔۔ 100=2+98=47+15+36۔۔ پس اسی طرح نام محمد بھی سب عالمین کو اپنے دامنِ رحمت میں لیے ہوئے ہے اور اس کے ساتھ جڑنے والا ہر شخص ترقی کرتے ہوئے کمال کے آخری درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

(۳) جس رقم کے اعداد کا مجموعہ 9 ہو جائے وہ رقم خود بھی 9 پر پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے۔ مثلاً 79245 کے اعداد کو آپس میں جمع کریں تو یہ 27 بنتا ہے اور 27 کا عدد 9 پر پورا پورا تقسیم ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر اس پوری رقم (79245) کو آپس میں جمع کیے بغیر 9 پر تقسیم کریں تو بھی وہ پوری پوری تقسیم ہو جاتی ہے اور جواب بنتا ہے 8805۔۔ پس معلوم ہوا کہ نامِ محمد کی رحمت بھی اتنی کامل ہے کہ وہ بغیر کسی کمی بیشی کے ہر ایک کو پوری پوری مل سکتی ہے۔

(۴) جو رقم 9 پر برابر تقسیم ہو جاتی ہو، اگر اس کے ہندسوں کی ترتیب یک سر بدل دی جائے تو وہ تب بھی 9 پر پوری تقسیم ہو گی، اور یہ خوبی 9 کے علاوہ کسی عدد میں نہیں ہے۔۔ مثلاً 385497 کی رقم 9 پر پوری تقسیم ہوتی ہے۔ اگر اس کی ترتیب کسی بھی انداز سے بدل کر دیکھیں تب بھی یہ 9 پر پوری تقسیم ہو گی۔۔ بالکل اسی طرح جس نے ذاتِ محمد کے ساتھ پورا تعلق جوڑ لیا اب وہ طبقات امت میں جہاں بھی اور کسی بھی حالت میں کھڑا ہو آپ ﷺ کا فیض اسے پورا پورا ملے گا۔

(۵) کوئی چھوٹی سے چھوٹی یا بڑی سے بڑی رقم لیں اور اس کی ترتیب بالکل بدل دیں، پھر اسے آپس میں تفریق کر لیں، جو باقی ماندہ رقم ہو گی وہ ہر قیمت پر 9 پہ تقسیم ہو گی۔۔ مثلاً 7834 کی ترتیب بدلیں اور 4387 بنا لیں۔ اب ان دونوں کی آپس میں تفریق کریں تو جواب آتا ہے 3447۔ اب اس جواب کو 9 پر تقسیم کر کے دیکھیں تو یہ پورا پورا تقسیم ہو جائے گا۔۔ پس معلوم ہوا کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی ہو یا بڑے سے بڑا آدمی، اسمِ محمد کے ساتھ دوستی اسے پورا پورا فیض عطا کرے گی۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

• اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ''میم'' سے ماضی ''حاء'' سے حال اور ''میم'' سے مستقبل کی طرف اشارہ ہے۔ جبکہ ''دال'' اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ماضی، حال اور مستقبل تینوں محمد ﷺ کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے:

جدوں والعصر کہہ چھڈیا تے جھگڑا کی رہیا باقی جو گزرے نے جو گزرن گے زمانے سارے تیرے نے

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر حرف با معنیٰ ہے۔ دیگر ناموں سے اگر کچھ حرف ختم کر دیے جائیں تو وہ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ مگر اسمِ اللہ بھی اس خامی سے پاک ہے اور اسمِ محمد بھی اس خامی سے پاک ہے۔

اگر محمد کی میم کو ہٹا دیا جائے تو وہ ''حمد'' بن جاتا ہے جس کے معنیٰ تعریف کے ہیں۔۔ اگر میم اور حاء دونوں کو ہٹا دیا جائے تو یہ ''مد'' بن جاتا ہے جس کا معنیٰ کھینچنے کے ہیں یعنی ساری کائنات حضور ﷺ کی طرف کھنچتی ہے۔۔ اگر میم، حاء، میم تینوں کو ہٹا دیا جائے تو دال بن جاتی ہے، جس کے معنیٰ دلالت کرنے اور ہدایت دینے کے ہیں، یعنی حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی سب سے بڑی دلیل ہے اور آپ کے صدقے ساری کائنات کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ قرآنِ حکیم میں چار بار آیا ہے اور چار کے عدد کی اپنی ایک خاص اہمیت ہے۔ آسمانی کتابیں چار۔۔ بڑے فرشتے چار۔۔ خلفاء راشدین چار۔۔ ائمہ فقہ چار۔۔ نماز کی حالتیں یعنی قیام، رکوع، سجود، قعود چار۔۔ عمر کی منزلیں یعنی بچپن، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا چار۔۔ دنیا کے موسم چار۔۔ عناصر چار۔

بالخصوص جدید سائنس کے مطابق جب یہ کائنات بنائی گئی تو اس کے پہلے چار سیکنڈز سے لے کر چار منٹ تک ہونے والے واقعات انتہائی شان و شوکت اور منفرد نوعیت کے حامل تھے۔ کیونکہ انہی واقعات نے ہماری اس کائنات کو موجودہ صورت دی، پس کائنات کے قدرتی نظام میں بھی چار کے ہندسے کا خصوصی عمل دخل ہے۔

آئن سٹائن نے کائنات کو ''چار ابعادی کائنات'' سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے نزدیک جس دنیا میں ہم رہتے ہیں وہ سوائے چار ابعادی زمان و مکان کے کچھ بھی نہیں ہے۔۔ پس معلوم ہوا کہ اس کائنات کی تخلیق کے پیچھے اسی ذاتِ محمد کی جلوہ گری ہے جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں چار بار کیا گیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ دل چسپ بات یہ ہے کہ خود لفظِ رحمت کے حروف بھی چار ہیں۔ پس یہ کہنے میں قطعاً کوئی

مضائقہ نہیں کہ یہ ساری کائنات قریہ محمد ہے اور اس کا ذرہ ذرہ اسی ہستی کا طواف کر رہا ہے۔زمین و آسمان میں آپ ہی کی بادشاہی اور آپ ہی کا سکہ چلتا ہے۔

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم   نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

- اسم محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جتنی عقیدت و محبت سے اس نام کو چوما جاتا ہے اتنا کسی بھی نام کو نہیں چوما جاتا۔

کسی یورپی ملک میں ایک محفلِ میلاد انعقاد پذیر تھی ،جس میں ایک غیر مسلم انگریز سکالر بھی مدعو تھا، اس نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ جب بھی نامِ محمد زبانوں پہ آتا ہے تو شرکائے محفل بڑی عقیدت سے اپنے انگوٹھوں کو چوم لیتے ہیں۔اس نے وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ اس طرح ہم اپنے نبی کے نام کے ساتھ اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اس بات کا اس کے دل پر گہرا اثر ہوا اور اس نے گھر واپس جا کر حضور ﷺ کی پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا،اور یہ مطالعہ بالآخر اسے دائرۂ اسلام میں لے آیا۔پس نامِ محمد کا چوما جانا اتنا بابرکت ثابت ہوا کہ ایک غیر مسلم کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا سبب بن گیا۔

المقاصد الحسنہ للسخاوی اور المسند الفردوس للدیلمی کے مطابق حضور ﷺ کا نامِ مبارک سن کر خلیفہ رسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چوما تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْهِ شَفَاعَتِیْ (جس نے یہ عمل کیا جو میرے خلیل ابوبکر نے کیا ہے اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی)۔۔فتاویٰ شامی کے مطابق اذان میں نامِ مبارک چومنے والے کو حضور ﷺ اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔۔بزرگوں نے فرمایا کہ جو نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چومے اور انہیں آنکھوں سے لگائے تو اسے کبھی آنکھوں کی تکلیف نہ ہوگی۔

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ لوگ آج چودہ سو سال بعد بھی نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے بچوں کے نام میں اس کو شامل کرتے ہیں،یہ دنیا کا سب سے زیادہ کامن (مقبول) نام ہے،کوئی بھی دوسرا نام اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے۔بقول علامہ محمد اقبال:

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا اِس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر کوئی انسان سوتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو سمیٹ کر اپنے سر کے پاس رکھ لے اور اپنے دونوں گھٹنوں کو سمیٹ کر پیٹ کے قریب کر لے تو وہ اسمِ محمد کی تصویر بن جاتا ہے۔ اور سونے کا سب سے بہترین طریقہ بھی یہی ہے۔

ماں کے پیٹ میں جنین بھی اسمِ محمد کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگر آپ انسان کی قد و قامت پر غور کریں تو وہ بھی اسمِ محمد کی تصویر ہے۔ جن گناہ گار انسانوں کو دوزخ میں بھیجا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان کی موجودہ ساخت کو تبدیل فرما دے گا، کیونکہ ایک تو اِس ساخت سے نامِ محمد کا اظہار ہوتا ہے اور دوسرا حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی ساخت پر پیدا فرمایا ہے۔

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ نام معجزاتی طور پر مختلف کائناتی اشیاء میں اپنا جلوہ دکھاتا رہتا ہے۔ کبھی یہ چاند میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی بادلوں میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی بجلی کی چمک میں لکھا نظر آتا ہے، کبھی پتھروں پہ لکھا نظر آتا ہے، کبھی سبزیوں پہ لکھا نظر آتا ہے، کبھی روٹیوں پہ لکھا نظر آتا ہے، کبھی درختوں کے پتوں پہ لکھا نظر آتا ہے، کبھی مختلف جانوروں پہ لکھا نظر آتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن پہ یہ لکھا دکھائی دیتا ہے۔

ایسا اللہ تعالیٰ کے اسمِ گرامی کے بعد صرف اسمِ محمد کے ساتھ ہی ہوتا ہے، تاکہ دنیا والوں کو پتہ چلے کہ یہ ایک برحق ہستی کا نام ہے، وہ اس کا کلمہ پڑھیں اور کامیابی کے راستے پر چلیں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسمِ محمد سے اجالا کر دے

- اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ''احادیث'' میں بہت زیادہ عظمت بیان ہوئی ہے۔ ''بہارِ شریعت'' (از علامہ امجد علی اعظمی) میں ذکر کردہ احادیث کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

جس نے حضور کی محبت اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا، وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا

اسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں نہ ڈالے گا۔۔اپنے ہر ہر بیٹے کے نام میں نام محمد کو ضرور شامل رکھا کرو۔۔جو اپنے کسی بھی بیٹے کا نام محمد نہ رکھے وہ ایک جاہل آدمی ہے۔۔جس کے نام میں محمد ہو اس کا احترام ضروری ہے۔

غلامِ مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں　　محمد نام پر سودا سر بازار ہو جائے

• اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب کسی دکھ درد کے موقع پر اس کے ذریعے آپ ﷺ کو یاد کیا جائے تو آدمی کا دکھ درد کافور ہو جاتا ہے۔ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا، ان سے کسی نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو شخصیت سب سے زیادہ محبوب (مراد ذاتِ مصطفیٰ بدلیل لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ..الخ) ہو اسے یاد کیجیے۔اس پر انہوں نے کہا "یَامُحَمَّدَاہ"۔یہ کہنے سے آپ کا پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو　　جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

• اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کو سنتے ہی عشق والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کا ذکر ہوتے ہی بڑوں بڑوں کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں، اس کے تصور سے ہی کئی عشاق کی آنکھیں رم جھم برسنے لگتی ہیں، اس کو بغیر وضو کئی اہلِ محبت اپنی زبان پہ لانا بھی بے ادبی سمجھتے ہیں۔بقول شاعر:

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب　　ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

یہ نام تو وہ ہے کہ لوگ اس پر اپنی جانیں تک نچھاور کر دیتے ہیں۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

مزید عشاقانِ رسول کے جذباتِ محبت کی ترجمانی کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا، کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

• اسمِ محمد کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی برکتیں بے شمار ہیں۔اگر کوئی شخص روزانہ مراقبہ کرے اور اپنے دل پہ اسمِ محمد لکھا ہوا تصور کرے تو اس کا مردہ دل زندہ ہو جائے گا اور

نیند بھی بہت اچھی آئے گی۔۔اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہو تو وہ منت مانے کہ اگر میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں اس کا نام ''محمد احمد'' رکھوں گا، نیز جب اس کی بیوی حاملہ ہو تو پہلے چار ماہ وہ اپنی انگلی سے اس کے پیٹ پر روزانہ یہ عبارت لکھا کرے ''مَنْ کَانَ فِیْ هٰذَا الْبَطْنِ اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ'' (جو اس پیٹ میں بچہ ہے اس کا نام محمد رکھا جائے گا)، ان شاء اللہ اس کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوگی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ اس کو باقاعدہ بطور وظیفہ پڑھنے والے کو گناہوں سے نجات حاصل ہوتی ہے، نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے، بڑی بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں، غذا ملتی ہے، دوا ملتی ہے، شِفا ملتی ہے، رزق، عزت، شان، شوکت اور سر بلندی حاصل ہوتی ہے، روحانی بھیدوں سے پردے ہٹتے ہیں، نظامِ کائنات کے معاملات معلوم ہوتے ہیں، الٹے کام سیدھے ہوتے ہیں، رزق اتنا وافر عطا ہوتا ہے کہ مسلسل بانٹتے رہنے سے بھی ختم نہیں ہوتا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا وظیفہ پڑھنے والا کبھی بھی بے اولاد نہیں رہ سکتا۔ جس خاتون کو بیٹے کی خواہش ہو وہ دورانِ حمل ہر نماز کے بعد اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہے ''یا اللہ! تو مجھے بیٹا عطا فرما، میں اس کا نام محمد رکھوں گی'' ان شاء اللہ بیٹا عطا ہوگا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا وظیفہ برکت ہے، راستہ ہے، منزل ہے، عزت ہے، عروج ہے۔ اس کی کثرت کرنے والے کو انبیائے کرام، صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار اور اولیائے کرام کی زیارتیں نصیب ہوتی ہیں۔ ایسے بندے سے حضرت خضر علیہ السلام محبت فرماتے ہیں اور ہر مشکل میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ بعض اوقات روحانی طور پر قطب اور ابدال کے منصب کے لیے بھی بندے کا انتخاب ہو جاتا ہے۔

اس وظیفے کی اتنی برکات اور تاثیرات کی وجہ یہ ہے کہ ''اسمِ محمد'' کائنات کی روح ہے، اس کی جان ہے، اس کی بنیاد ہے، اور اس کو محیط ہے، اِسی کے صدقے اُس کا تحفظ ہے، جس دن لوگ اس نام سے دور ہو جائیں گے اس دن ساری کائنات کو مٹا دیا جائے گا۔

معروف نعت گو شاعر مولانا جمیل الرحمان قادری نے نامِ محمد پر ایک خوبصورت نعت

لکھ دی، آیئے مل کر اس سے برکت حاصل کرتے ہیں:

آنکھوں کا تارا نامِ محمد	دل کا اجالا نامِ محمد
اللہ اکبر رب العلی نے	ہر شے پہ لکھا نامِ محمد
ہیں یوں تو کثرت سے نام لیکن	سب سے ہے پیارا نامِ محمد
دولت جو چاہو دونوں جہاں کی	کر لو وظیفہ نامِ محمد
شیدا نہ کیوں ہوں اس پر مسلماں	رب کو ہے پیارا نامِ محمد
اللہ والا دم میں بنادے	اللہ والا نامِ محمد
صل علیٰ کا سہرا سجا کر	دولہا بنایا نامِ محمد
نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ	سب کا ہے آقا نامِ محمد
سارے چمن میں لاکھوں گلوں ہیں	گل ہے ہزارا نامِ محمد
پائیں مرادیں دونوں جہاں میں	جس نے پکارا نامِ محمد
مومن کو کیوں ہو خطرہ کہیں پر	دل پر ہے کندہ نامِ محمد
رکھو لحد میں جس دم عزیزو	مجھ کو سنانا نامِ محمد
پڑھتی درودیں دوڑیں گی حوریں	لاشہ جو لے گا نامِ محمد
روز قیامت میزان و پل پر	دے گا سہارا نامِ محمد
پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا	میں یہ کہوں گا نامِ محمد
غم کی گھٹائیں چھائی ہیں سر پر	کر دے اشارہ نامِ محمد
بیڑہ تباہی میں آ گیا ہے	دے دے سہارا نامِ محمد
زخمی جگر پر مجروح دل پر	مرہم لگا جا نامِ محمد
آنکھوں میں آ کر دل میں سما کر	رنگت رچا جا نامِ محمد
اپنے جمیل رضوی کے دل میں	آ جا سما جا نامِ محمد

❖❖❖❖❖

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوری ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	و با لو الدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوه
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمه
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالك ذكرك	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لوگر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارِج اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہِ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن

چیف آرگنائزر بزم عشاق
حضرت علامہ مولانا

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

کی جانب سے

عاشقوں صادقوں کے لئے

عظیم تحائف

اسمائے محبوب ﷺ	در محبوب ﷺ	عکس حسن محبوب ﷺ
ادائے محبوب ﷺ	حیات محبوب ﷺ	کمالات محبوب ﷺ
آداب محبوب ﷺ	سیرت محبوب ﷺ	کلام محبوب ﷺ
فرمان محبوب ﷺ	اخلاق محبوب ﷺ	معجزات محبوب ﷺ
محبوب کائنات ﷺ	بزم محبوب ﷺ	یاد محبوب ﷺ
پیغام محبوب ﷺ	گیسوئے محبوب ﷺ	محبّ اور محبوب ﷺ
حقیقت عشق	عشق اور اہل عشق	حقیقت انساں
ذوق زماں	خیال زماں	عقل اور عشق